ارشاداتِ وارثؒ

مرتبہ

جناب سلطان حمید وارثی (مرحوم)

اور
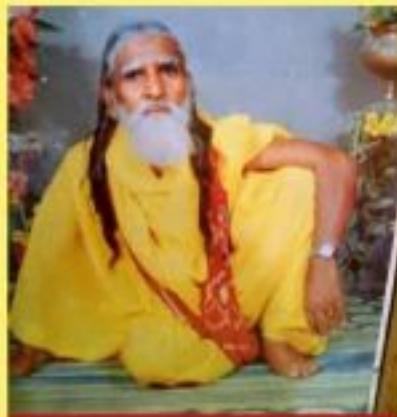
A Nineteenth Century Saint

Written by
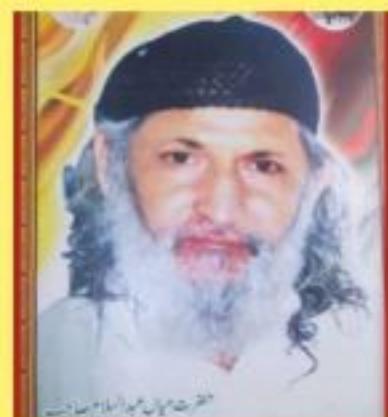
Khan Bahadur Deputy Iftikhar Husain Warsi

ناشر

Scanned with CamScanner

یا وارث
حق وارث

حضرت سید
عبدالسلام
عرف میاں بالکا ابوبکر
رحمتہ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت خواجہ
سید عنبر علی شاہ
وارثی چشتی اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ

عرفانِ سلسلہ وارثیہ قادریہ

ایف بی گروپ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاوش
وارثی کتب اب پی ڈی ایف میں آپ سب وارثیوں کے لیے۔
منجانب : رمیز احمد وارثی
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایف والی پڑھنا چاہتے ہیں
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

فہرست عنوانات

Scanned with CamScanner

ھُو

نہ وارث کے جلوہ کو پوچھ ہم سے واعظ

انہیں بوالحسن جانے کیا جانتا ہے

(حضرت ابوالحسن شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ، اٹاوہ)

☆..........☆..........☆

میں کہاں جاؤں در دولت وارث کے سوا

اور ہے کون مرا حضرت وارث کے سوا

(اعجاز وارثیؔ اٹاوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

زیرِ نظر کتاب "ارشاداتِ وارث" در حقیقت دو کتابچوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ایک کتابچہ اردو کا ہے۔ اور دوسری انگریزی کا۔ اردو کتابچہ جناب سلطان حمید وارثی مرحوم 'ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (وکیل) ساکن اٹاوہ 'یو۔ پی۔ انڈیا کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ سرکار وارث پاک اعظم اللہ ذکرہٗ کے ارشادات و فرمودات جو مختلف کتب میں موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے جناب سلطان حمید وارثی موحوم نے انکو مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیکر لڑیوں میں پرو کر ایک نایاب گلدستہ بنا دیا جو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے کیونکہ آج کل کی مصروفیات کے پیشِ نظر ضخیم کتب کے مطالعہ کیلئے لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے مطالعہ سے بہت کم وقت میں قاری سرکار عالم پناہ کے افکار، نظریات اور فرمودات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

یہ کتاب ابتداء میں "سرکار وارث پاک" کے نام سے مولف مذکورہ بالا نے خود شائع کی تھی۔ بعد' اسی کا اضافہ شدہ ایڈیشن "ارشاداتِ سرکار وارث پاک" کے نام سے جناب رضی احمد وارثی (مرحوم) سابق مینجر 'آستانہ عالیہ 'دیوہ شریف نے درگاہ وارثی ایسوسی ایشن کے فنڈ سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔

دوسرا کتابچہ انگریزی زبان میں جناب خان بہادر ڈپٹی افتخار حسین وارثی نے ۱۹۲۷ء میں مسز برنس، ممبر بورڈ آف ریونیو 'یو۔ پی کی فرمائش پر تحریر کیا جس کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ سرکار عالم پناہ کی مختصر سوانحِ حیات اور ان کی تعلیمات کو دیگر مذاہب خصوصاً انگریزوں تک پہنچایا جائے جو اس وقت ہندوستان کے حکمران تھے۔ کتابچہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ موصوف نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اور جو اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ جب راقم الحروف نے اسکو پاکستان میں چھپوا کر اس کی ایک کاپی بغرض رائے آرچ بشپ ہاؤس کراچی بھیجی تو وہاں سے جو تبصرہ موصول ہوا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

آرچ بشپ ہاؤس کے ڈاکٹر گرچی ڈی۔ سوزا جو کرائسٹ دی کنگ سیمینری کراچی میں

اسلامیات کے پروفیسر تھے تحریر فرماتے ہیں۔

"In this spirit the article speaks to modern man, in terms of humanity and mankind's great need for understanding, cooperation and unity. It is my joy to review this article, and may all who read it, reap the fruit of its reward."

۱۹۷۹ء میں جب راقم الحروف دیوہ شریف گیا تھا اور اس کو سلسلہ وارثیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا تو جناب رضی احمد وارثی مرحوم نے جہاں اسکو بغرض اشاعت "مشکوۃ حقانیہ" کے کتابت شدہ بٹر پیپر عنایت فرمائے وہاں ایک ایک نسخہ مذکورہ بالا کتابچوں کا بھی دیا اور اجازت دی کہ میں ان کو پاکستان میں شائع کر سکتا ہوں۔ چنانچہ "مشکوۃ حقانیہ" اور انگریزی کتابچہ "A Ninteenth Century Saint" شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب یہ تیسرا کتابچہ زیر عنوان "ارشادات وارثؒ" مریدان سلسلہ وارثیہ کیلئے خصوصاً اور جملہ مسلمانانِ عالم کیلئے عموماً بغرض مطالعہ پیشِ خدمت ہے۔

یہاں یہ لکھنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کی اشاعت میں دو حضرات نے میرے ساتھ خصوصی تعاون کیا جس میں سب سے پہلا نام جناب سید عبدالعلی وارثی (مرحوم) کا ہے اور دوسرا نام جناب ارتضاء وارثی کا ہے۔ اول الذکر نے اس نایاب کتاب کی کمپوٹر کے ذریعہ کتابت کروائی اور آخر الذکر نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے کاغذ فراہم کیا۔ جس کیلئے میں ان دونوں حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں اور میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بفیضِ وارث پاکؒ مرحوم سید عبدالعلی وارثی کو جنت عطا فرمائے اور جناب ارتضاء وارثی کو اس دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے آمین!

خاک پائے سگانِ کوئے وارثؒ
خورشید وارثی
۲۰۰۱/۱۲/۵

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

رضی احمد آنریری منیجر آستانہ عالیہ دیوہ شریف

محترم و معظم برادر طریقت شیخ سلطان حمید صاحب وارثی کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہے جن کو والہانہ عشق ہے اپنے اس بندہ نواز سے جو محض وارث علی (اعظم اللہ ذکرہ) نہیں بلکہ آثار پنجتن پاک ہے اور جس کی صفت خیر الوارثین ہے۔ اور اس جذبہ کی پرورش اور نگہداشت ان بزرگوں کی مرہون منت ہے جنہوں نے اس ذات اقدس کی ظل عاطفت میں منازل روحانی طے کی ہیں خواہ وہ ۱۲ برس تک صائم الدہر و قائم اللیل رہ کر حاصل ہوئی ہوں خواہ بیک جنبش نظر، یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ ممدوح کو۔

کسی کی بھاتی نہیں کہانی کوئی خوش آتا نہیں ہے قصہ
کسی کا سنتے نہیں فسانہ سوائے اک داستان وارث

چنانچہ روز شب ان ہی کتب کا ورد ہے۔ اور ایسی ہی کتابوں میں انہماک ہے جہاں ذکر محبوب ہو۔ پیشے کے اعتبار سے لکھنے کی عادت تھی۔ عرضی دعویٰ اور مباحث تو چھوڑ دیئے اپنے شاگرد رشید پر اور لکھ ڈالا ایک رسالہ "سرکار وارث پاک" اس کی اشاعت بھی ہوگئی۔ پھر اس کو اور وسیع تر بنادیا جو بعض وجود کی بنا پر منظر عام پر نہ آسکا۔ کچھ عرصہ ہوا از راہ موانست مجھے ایک اور رسالہ "ارشادات سرکار وارث پاک" کا مسودہ دکھایا۔ اور فرمائش کی کہ میں بطور پیش لفظ کچھ لکھ دوں مجھے بلا تامل محض لکھ دینے کا وعدہ ہی نہیں کرلینا پڑا بلکہ میں نے طباعت کی تمام تر ذمہ داری بھی اس لئے منظور کرلی کہ کہیں یہ سجا ہوا گلدستہ بھی ضائع نہ ہو جائے جبکہ اس کا فنڈ درگاہ وارثی ایسوسی ایشن کے پاس موجود ہے۔ جہاں تک ابتدائیہ لکھنے کا تعلق ہے۔ اس کا لکھنا موزوں ہے اس پر جو مؤلف یا مرتب کتاب سے علم و مرتبہ میں فوقیت رکھتا ہو۔ فوقیت تو کجا میں ان دونوں صفات سے قطعاً کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔ اس اعتراف کے ساتھ تین ماہ کے غور و فکر کے بعد آج قلم اٹھا سکا ہوں۔

مرتب ممدوح نے جو ملفوظات ترتیب دیئے ہیں۔ وہ بلا کم و کاست ان کتابوں سے نقل

Scanned with CamScanner

کیے ہیں جن کو معتبر اور مناسب جانا ہے۔ اکثر میں الفاظ کے فرق کے ساتھ تکرار بھی ہو گئی ہے اور مفہوم ایک ہی ہے۔ اپنے طور پر نہ کوئی بحث کی ہے اور نہ ثبوت فراہم کیے ہیں۔ نہ اس کی ضرورت محسوس کی ہے۔ یہ کام مطالعہ کرنے والوں پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ غور فکر کریں اور حسب استعداد فائدہ اٹھائیں۔ آج کی مصروف دنیا میں بہت سی اور ضخیم کتابوں کی ورق گردانی سے بچتے ہوئے بیک نظر مختلف عنوانات کے تحت ارشادات گرامی سے واقفیت حاصل ہو سکے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی موضوع پر کسی قول سے کسی وابستہ بارگاہِ عالی کو اختلاف بھی ہو مثلاً فقرائے وارثی کا حضور کے عالم ظاہری میں اور مابعد بیعت لینا۔ جبکہ آپ کا یہ ارشاد موجود ہو کہ "ہم نہ ہوں گے ہمارا ڈھیر تو موجود ہوگا۔ انھیں ڈھیر سے مرید ہو جائے" یہ نہ فرمانا کہ ہم نہ ہوں گے ہمارے فلاں فلاں فقیر بیعت کے مجاز ہیں۔ اور وہ اس کے بھی مجاز ہوں گے کہ آئندہ بھی وہ دوسروں کو صاحب مجاز بنا سکتے ہیں۔ یا یہ کہ مندرجہ بالا فرمان ہی کسی کی سمجھ سے باہر ہو۔ تو اس کی ذمہ داری مرتب پر اس کے لئے نہیں ہے کہ محض نقل سے سروکار رکھا ہے۔ کسی قسم کی کوئی اپنی دخل اندازی نہیں کی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ برادران طریقت خصوصیت کے ساتھ اور دیگر ناظرین بھی اس رسالے سے فائدہ حاصل کریں گے۔ جس جزائے خیر کی مرتب رسالہ ہذا نے خواہش کی ہے۔ نہ میں زاہد ہوں اور نہ دعا کرنے کا اہل۔ لیکن جب یہ دعا مانگی جا رہی ہو "کہ ایں آوارہ کوئے بتاں آوارہ تر بادا" تو اقتدا میں نیک خواہشات اور پُر خلوص جذبات کے ساتھ "آمین" ضرور کہتا ہوں۔

رضی احمد

یکم ستمبر ۱۹۷۷ء

عرض مرتب

عرصہ سے میرا خیال تھا کہ میں سرکار وارث پاک اعظم اللہ ذکرہٗ کے ارشادات عالیہ کا ایک مختصر مجموعہ تحریر کروں اور جو ارشادات سرکار عالم پناہ کی مختلف سوانح عمریوں میں ملیں یا دیگر مستند ذرائع سے ملیں ان کو یکجا کر دوں۔

سرکار عالم پناہ کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ میں اس کوشش میں کچھ کامیاب ہو گیا۔ اس کتاب میں، میں نے وہ ارشادات تحریر کیے ہیں جو میں نے مستند بزرگوں سے خود سنے اور باقی ارشادات حسب ذیل کتب کو پیش نظر رکھ کر تحریر کیے۔

۱۔ تحفۃ الاصفیاء (فارسی) مصنفہ: حضرت شایق وارثی دریا آبادی"

۲۔ عین الیقین (اردو) عبدالاحد شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ سوانح تحیر (فارسی) ایضاً

۴۔ سرگزشت (اردو) سید نامدار شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ

۵۔ وسیلہ بخشش (اردو) قاضی بخشش علی صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ الوارث (انگریزی) غفور شاہ صاحب وارثی ہسامی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ حیات وارث (اردو، اول و دوم) مرزا منعم بیگ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ مشکوۃ حقانیہ (اردو) مصنفہ: مولوی فضل حسین صاحب وارثی"

۹۔ انیسویں صدی کا عارف باللہ (انگریزی مع ترجمہ اردو)

ڈپٹی افتخار حسین وارثی

۱۰۔ تعارف (اردو) مصنفہ حضرت سید م شاہ صاحب وارثی اٹاوی"

۱۱۔ منہاج العشقیہ (اردو) حضرت مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثیؒ

فی ارشاد الوارثیہ

۱۲۔ ضیافت الاحباب (اردو) مصنفہ: حضرت اورگھٹ شاہ صاحب وارثی

Scanned with CamScanner

۱۳۔ رشحات الانس (اردو) ایضاً

۱۴۔ توصیف وارث (اردو و فارسی) مرتبہ: رضی احمد صاحب وارثی

۱۵۔ تجویز جوڈیشنل کمشنر اودھ، نسبت انتزاع سجادگی (ترجمہ اردو)

بابو کنھیا لعل صاحب وارثی وکیل علی گڑھ

مندرجہ بالا کتب سب نثر میں ہیں اور لاتعداد کتابیں نظم میں ہیں۔ ان میں تحفۃ الاصفیاء، عین الیقین، مشکوۃ حقانیہ، سعی الحارث فی ریاحین الوارث موسوم بہ حیات وارث، رسالہ تعارف منہاج العشقیہ فی ارشاد الوارثیہ حصہ اول و دوم، حیات وارث اول و دوم مولفہ مرزا منعم بیگ صاحب، بہت زیادہ مستند ہیں۔ یہ ارشادات ان ہی کتب میں سے لئے ہیں اور دیگر کتابوں میں سے مستند ارشادات لئے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اس کتاب میں کوئی خصوصیت نہیں ہے سوائے اس کے کہ سرکار عالم پناہ کے ارشادات عالیہ کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیادہ تر مواقع پر صرف ارشادات ہی تحریر کردیئے ہیں۔ اور چند موقعوں پر ارشادات کا محل وقوع کتب مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھ کر تحریر کیے ہیں۔

قبل اس کے کہ عرض داشت کو ختم کروں یہ ضروری ہے کہ جناب محمد عمر دراز خان صاحب وارثی (حافظ محمد صدیق اسلامیہ انٹر کالج) کا شکریہ ادا کروں انہوں نے کتاب ہذا کے مرتب کرنے میں بہت مدد دی ہے۔ سرکار عالم پناہ ان کو دینی و دنیوی دولتوں سے مالا مال فرمائیں۔

میری خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں حاجی رضی احمد صاحب منیجر آستانہ عالیہ دیوہ شریف اٹاوہ آئے۔ میں نے ان سے اس کتاب کا ذکر کیا، تو انہوں نے ازراہ کرم اس کتاب پر پیش لفظ تحریر کرنے کا وعدہ فرمایا، اور اظہار کیا کہ وہ اس کتاب کو آستانہ شریف کی طرف سے جلد طبع کرادیں گے۔ میں ان کی اس عنایت کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

اس کے بعد میں نے یہ کتاب ان کی خدمت میں پیش کردی۔ انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ فرمایا اور اس کی تصحیح بھی کی۔ جو حوالے مختلف کتابوں کے رہ گئے تھے ان کی طرف

Scanned with CamScanner

توجہ دلائی اور جوارشادات غیر مستند کتابوں کے درج ہو گئے تھے ان کو حذف کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے وہ سقم حتی الامکان دور کردئے ہیں۔ موصوف نے اس کا پیش لفظ بھی تحریر فرمایا ہے۔ لہٰذا اب یہ کتاب جناب حاجی رضی احمد صاحب آنریری منیجر آستانہ عالیہ دیوہ شریف کے زیر اہتمام آستانہ شریف کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔

اس کتاب میں جوارشادات سرکار عالم پناہ درج ہیں۔ وہ "مشتے نمونہ از خروارے" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قارئین کرام اس کا فیصلہ فرمائیں گے کہ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اور جملہ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ میری غلطیوں کو قلم عفو وکرم سے تصحیح فرمادیں اور اس سگ وارث پاک کے لئے یہ دعا فرمادیں :

کہ ایں آوارہ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

والسلام

خاکپائے سگانِ کوئے حضرت وارث پاک

سلطان حمید وارثی (وکیل)

ایم، اے، ایل، ایل، بی

اعزازی سیکریٹری' حضرت ابوالحسن شاہ وارثی

مسولیم ٹرسٹ

محلہ کڑہ شہاب خاں، اٹاوہ

یکم جون ۱۹۷۷ء

Scanned with CamScanner

حرفِ آغاز

(بہ امتثالِ امر)

علی احمد صابرؔ

(وابستہ سلسلہ چشتیہ قادریہ)

میرے محترم اور انتہائی مخلص و کرم فرما، متعدد انگریزی و اردو کتب کے مصنف، معروف دانشور و ممتاز اسکالر حضرت سید خورشید علی وارثی صاحب نے اپنے پیرو مرشد حضرت الحاج حافظ سید وارث علی وارث شاہ قدس سرہ العزیز کے فرمودات و ارشادات کا مجموعہ راقم الحروف کو سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا دوسرا ایڈیشن طبع کیا جارہا ہے۔ لہذا اس مجموعہ کی فہرستِ عنوانات مرتب کردوں اور اس کے ساتھ ساتھ چند سطور بطور حرف آغاز بھی تحریر کردوں، ہر چند کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں اور بلاشبہ یہ حق تو صرف اہلِ علم و اربابِ بصیرت ہی کا ہے۔ لیکن اس کو اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ یہ اعزاز مجھے حضرت خورشید علی وارثی صاحب کی محبت بھری خواہش سے میسر آیا ہے۔

اس مجموعہ کا پہلا ایڈیشن خورشید علی وارثی صاحب کے برادرِ طریقت شیخ سلطانؔ حمید وارثی مرحوم، ایم، ایل ایل بی، وکیل (ساکن اٹاوہ یوپی، انڈیا) نے مرتب کیا تھا۔ اور جناب رضی احمد وارثی، مینجر آستانہ عالیہ، دیوہ شریف نے درگاہ وارثی ایسوسی ایشن کے فنڈ سے ۱۹۷۷ء میں طبع کیا تھا۔ در حقیقت خورشید علی وارثی صاحب کی اپنے پیرو مرشد اور سلسلہ وارثیہ سے والہانہ وابستگی اس امر کی غماز ہے کہ موصوف اس گراں قدر کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے آرزو مند ہیں۔ حق سبحانہ ان کی اس مساعی کو مشکور فرمائے۔

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ اولیائے کرام اور مشائخِ عظام نے دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت اور مسلمانوں کے اصلاح عمل اور تزکیہ نفس کے لئے جو خدماتِ جلیلہ انجام دی ہیں ان سے ہماری تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔ خصوصاً برِ صغیر پاک و ہند میں ان بزرگانِ دین کے کارنامے روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان عارفانِ باللہ نے صلہ و ستائش سے بے نیاز ہو کر، مخلوقِ خدا کی بھلائی اور اللہ کے بندوں کی رہنمائی کیلئے طویل ترین سفر و حضر کی صعوبتیں اس خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیں کہ گویا یہ بھی منجملہ اسبابِ راحت ہوں۔ در حقیقت رضائے رب، صبر و قناعت اور توکل و استقامت انِ نفوسِ قدسیہ کا زادِ راہ

Scanned with CamScanner

رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے ان کو اپنا دوست کہا ہے۔ اور ان سے دشمنی کو اپنی دشمنی سے تعبیر کیا ہے۔ اور ان عارفانِ حقیقت اور مستانِ معرفت کی ہر ادا کو ایک کرامت عطا کی ہے۔

بعیہ سلطنتِ ولایت و معرفت کے ایک معروف و ممتاز تاجدار حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ ہیں جن کا نسبِ عالی بالتحقیق سرکارِ دو عالم ﷺ سے ملتا ہے۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر تعداد ہے اور آپ کی ذات بزمِ اصفیاء و اتقیاء میں ولایت و معرفت کا ایک ایسا روشن چراغ ہے جس کی تابانی سے مریدین، متوسلین اور مقربین و معتقدین کے قلوب منور ہو رہے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ آپ کے فیضِ روحانی کا دریا مسلسل رواں ہے۔ جس سے تشنگانِ معرفت اور میکشانِ بادۂ وحدت مستقل سیراب ہو رہے ہیں۔

حضرت الحاج حافظ سید وارث شاہ سراج السالکین قدس سرہٗ العزیز کی ذاتی صفات و روحانی کمالات اور تصرفاتِ ولایت کا چند صفحات میں مجملاً احاطہ بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر زیرِ نظر کتاب سے اس کا تعلق ہے بھی نہیں، لیکن آپ کی جس کیفیت سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ ضرور عرض کر دوں۔ حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے تو اُسی دن سے احرام شریف کو اپنا مستقل ملبوس بنالیا۔ اور پھر ساری زندگی اسی خاص وضع میں بسر کردی۔ بظاہر تو یہ کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوتی لیکن غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خصوصی اہتمام میں ضرور کوئی راز مخفی و پوشیدہ ہے۔ چند لمحوں کے لئے ذرا نگاہِ تصور سے دیکھئے تو سہی.... حالتِ احرام پوشی ہے۔ اللّٰھم لبیک کی صدا دل سے نکل کر زبان پر جاری ہے، عالمِ وارفتگی میں مستانہ وار حرم شریف کا طواف ہو رہا ہے، جلوے واصلِ نظر ہو رہے ہیں۔ اب نہ پردہ ہے نہ چلمن ہے اور یہ عالم ہے کہ ..... "تو من شدی من تو شدم"، تو اس کیفیت میں ایک عاشقِ صادق کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی اس ہیئت کو جو قربِ جمالِ دوست کا باعث ہے، تبدیل کر کے اس بزم "راز و نیاز" سے کنارہ کش ہو جائے، سبحان اللہ کیا شانِ وارثؒ ہے اور کیا علوئے مقامِ وارثؒ ہے۔

بالکل اسی طرح تصدیق و یقین، تسلیم و رضا اور عشق و عاشق کے موضوعات پر الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو الفاظ صادر ہوئے ہیں ان میں حقیقت الٰہیہ کے دفاتر پنہاں ہیں اور عارفانِ باللہ و سالکانِ راہِ طریقت کیلئے آپ کے یہ مختصر فقرے گنجینۂ معرفت و چراغِ حقیقت ہیں ان میں بندہ و خواجہ کی آشنائی کے ہزاروں رازہائے سربستہ اہلِ نظر کو دعوتِ عرفان و بصیرت اسطرح دے رہے ہیں کہ کم فہم بھی مستفیض ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سچی عقیدت ہو۔

Scanned with CamScanner

حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ کا تذکرہ کتب تاریخ میں جس اہتمام کے ساتھ مذکور ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ تصرف ظاہری وباطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے حقیقتِ ایمان سے آشنا اور دولتِ عشق و یقین سے مالا مال ہو کر اٹھے اور ایسا اس لئے ہوا کہ ہمارے آقا و مولا ختم المرسلین حضور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ "اولیاء اللہ ایسا رفقاء و جلساء ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا" اس ارشادِ مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ ولیٔ کامل مجسم انوارِ صدق و یقین ہوتا ہے اس کی گفتار و نظر میں انوارِ الٰہیہ موجزن ہوتے ہیں جس سے اہلِ مجلس کے دلوں کی شقاوت، محبت اور سعادت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی مکمل و مجسم نور الانوار اور مولانا روم رحمت اللہ علیہ کے اس شعر کے عین مطابق ہے۔ ؎

سایۂ یزداں بود بندۂ خدا

مردۂ ایں عالم و زندۂ خدا

خدا کا خاص مقرب بندہ یعنی مرشد کامل خدا کا سایہ ہوتا ہے اور اس جہان آب و گل کے اعتبار سے مردہ لیکن اللہ کے حوالہ تعلق سے زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولانا روم علیہ الرحمتہ مزید فرماتے ہیں۔ ؎

دامنِ اوگیر زوتر بے گماں

تا رہی از آفتِ آخر جہاں

یعنی جلد اور بلا تامل اس مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو جا تا کہ آخری زمانے کی آفت و مصیبت سے نجات پاسکے۔ یقیناً وہ اصحاب خوش نصیب ہیں جو حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دامن و سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ اور حضرتؒ کے پند و نصائح پر خلوصِ دل اور سچی عقیدت وارادت سے کاربند ہیں۔

ایسے ہی عاشقانِ وارث علیہ الرحمتہ میں دو معتبر نام جناب مرتضیٰ وارثی اور جناب سید عبدالعلی وارثی ہیں۔ جن کے تعاون سے یہ مجموعہ فرمودات موسوم بہ "ارشاداتِ وارثؒ" زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے۔ جو سلسلہ وارثیہ سے وابستہ حضرات کے لئے بالخصوص اور دیگر سلاسل سے وابستہ اصحاب کے لئے بھی بالعموم، ایک ایسا گلدستہ روحانی ہے جس کے مطالعہ سے باغِ عرفان و بصیرت کے غنچہ و گل وارثیہ خوشبو سے مہکتے رہیں گے۔

الحاج حافظ سید وارث علی شاہ نور اللہ علی نورہ نے اپنے مریدین و معتقدین کو جن اہم امور کی خصوصی تاکید کی ہے صرف ان امور کو مولف نے مختصراً مختلف و مستند کتابوں سے اخذ کر کے اور اصحاب ثقہ

Scanned with CamScanner

سے ان کو ترتیب عنوان کے ساتھ "ارشادات وارثؒ" کو مرتب کیا ہے۔ یہ اقدام اس لئے بھی مستحسن ہے کہ آج کے سائنسی و مشینی دور نے انسانوں کو اسقدر مصروف و منہمک کر دیا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت میں زیادہ وقت گزارنا اور ضخیم کتابوں کا یکسوئی سے مطالعہ کرنا سخت دشوار ہو گیا ہے۔ اس صورتِ حال میں یہ کتاب مریدانِ وارث علیہ الرحمتہ اور دیگر اہلِ ذوق و اہلِ سلسلہ کے لئے ایک نعمت ہے جس سے بہت کم وقت میں بہتر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مؤلف کی یہ مساعی بہ وساطتِ سرکارِ عالم پناہ رحمت اللہ علیہ بارگاہِ حق میں بھی مقبول ہو گی۔ میں اپنی اس مختصر اور بے ربط سی تحریر کو حضرت وارث علیہ الرحمتہ کی شان میں کہی گئی اپنی منقبت کے اس مطلع پر ختم کرتا ہوں۔

خوشا، کہ دل کو مرے آرزوئے وارثؒ ہے
وہاں پہ چلئے جہاں گفتگوئے وارثؒ ہے

وما علینا الا البلاغ

گدائے کوچہ اولیائے کرام
علی احمد صابر

منقبت در شانِ

(وارث علیہ الرحمۃ)

از۔ ارتضا وارثی

بے نیازِ دہر ہے مستانہ وارثؒ شاہ کا — کسقدر خوش بخت ہے دیوانہ وارث شاہ کا
میکشانِ حق ہیں اور میخانہ وارث شاہ کا — ہے مسلسل رقص میں پیمانہ وارث شاہ کا

جس کو سن کر ہو گئے گمراہ بھی واصل بحق — وہ حقیقت ساز ہے افسانہ وارث شاہ کا
ہے چراغِ روضۂ وارث میں ایسی کیا کشش — جس نے دیکھا ہو گیا پروانہ وارث شاہ کا

سہل منزل "ماعرفنا" کی ہوئی جس نے سُنا — رہنمائے ذات ہے افسانہ وارث شاہ کا
جو بھی آیا پی کے اُٹھا بادۂ وحدت کا جام — عام ہے سب کے لئے میخانہ وارث شاہ کا

محوِ حیرت ہوگیا، رضوانِ جنت دیکھ کر — خُلد کا گوشہ ہے یا کاشانہ وارث شاہ کا
آپ کے فقر و توکل کی بھی یکتا شان ہے — واہ کیا دربار ہے شاہانہ وارث شاہ کا

ساغرِ وحدت میں ہے۔ صہبائے حُبِ پنجتنؑ — اس لئے ممتاز ہے میخانہ وارث شاہ کا
لب پہ ذکرِ کبریا اور دل میں یادِ مصطفےٰؐ — اللہ اللہ شغل یہ روزانہ وارث شاہ کا

ہوش والے دیکھتے ہیں رشک و حسرت سے مجھے
جب سے ہوں اے ارتضا دیوانہ وارث شاہ کا

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شجرہ نسب پدری سرکار والا تبار حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ اعظم باللہ ذکرہٗ

۱- حضرت سیدنا حاجی حافظ سید وارث علی شاہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ

۲- حضرت سیدنا حکیم سید قربان علی شاہ علیہ الرحمۃ

۳- حضرت سیدنا سلامت علی شاہ علیہ الرحمۃ

۴- حضرت سیدنا کرم اللہ علیہ الرحمۃ

۵- حضرت سیدنا میراں سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ

۶- حضرت سیدنا سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ

۷- حضرت سیدنا عمر نور علیہ الرحمۃ

۸- حضرت سیدنا زین العابدین شاہ علیہ الرحمۃ

۹- حضرت سیدنا عمر شاہ علیہ الرحمۃ

۱۰- حضرت سیدنا عبدالواحد شاہ علیہ الرحمۃ

۱۱- حضرت سیدنا عبدالاحد علیہ الرحمۃ

۱۲- حضرت سیدنا علاؤالدین اعلیٰ بزرگ علیہ الرحمۃ

۱۳- حضرت سیدنا عزیز الدین علیہ الرحمۃ

۱۴- حضرت سیدنا اشرف ابی طالب علیہ الرحمۃ

۱۵- حضرت سیدنا محروق شاہ علیہ الرحمۃ

۱۶- حضرت سیدنا ابوالقاسم شاہ علیہ الرحمۃ

۱۷- حضرت سیدنا علی عسکری علیہ الرحمۃ

۱۸- حضرت سیدنا ابو محمد شاہ علیہ الرحمۃ

۱۹- حضرت سیدنا ابو محمد جعفر علیہ الرحمۃ

۲۰- حضرت سیدنا محمد مہدی علیہ الرحمۃ

Scanned with CamScanner

۲۱- حضرت سیدنا سید علی رضا علیہ الرحمتہ

۲۲- حضرت سیدنا قاسم حمزہ علیہ الرحمتہ

۲۳- حضرت سیدنا موسیٰ کاظم علیہ الرحمتہ

۲۴- حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

۲۵- حضرت سیدنا امام باقر علیہ السلام

۲۶- حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

۲۷- حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

۲۸- حضرت سیدنا شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام زوج سید النساء فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب

حضرت سیدنا سلامت علی شاہ علیہ الرحمتہ کے دو صاجزادے تھے۔ ایک کا اسم مبارک سید خرم علی علیہ الرحمتہ ان کی اولاد بریلی میں ہے۔ اور دوسرے صاحبزادے کا نام حضرت قربان علی شاہ علیہ الرحمتہ پدربزرگوار وارث پاک علیہ الرحمتہ تھے۔ حضرت سیدنا قربان علی شاہ علیہ الرحمتہ کا عقد نکاح حقیقی چچا سید شیر علی علیہ الرحمتہ کی صاحبزادی سیدہ بی بی سکینہ عرف چاند بی صاحبہ سے ہوا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا کہ حضور سرکار وارث پاک کی والدہ ماجدہ ہوئیں۔

نماز

ایک مرتبہ ایک صاحب نے مسدس پیش کیا جس کا اختتام طلب محبت پر ہوا تھا۔ سرکار عالم پناہ نے متبسم لبوں سے بجمال شفقت فرمایا۔ ”تم نماز کی پابندی کرو اگر کوئی عذر قوی ہو تو اشارہ سے ادا کرنا۔“

ایک مرتبہ شکوہ آباد میں بارش نہ ہوئی، کھیت سوکھے جاتے تھے۔ حضور سے عرض کیا گیا تو حضور انور نے فرمایا ”خدا کو عجز بہت پسند ہے توبہ کرو اور پابندی کے ساتھ

Scanned with CamScanner

نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ نماز سراپا عجز کی تصویر ہے اور عبدیت کی نشانی ہے، وہ رحم کرے گا۔" یہ سن کر سب نے توبہ کی نماز کی پابندی کا عہد کیا۔ دوسرے دن پانی برسا اور پیداوار بہت ہوئی۔

ایک مرتبہ منشی تفضل حسین صاحب وارثی وکیل اناؤ کے محلہ کی مسجد کو شکستہ دیکھ کر فرمایا "تفضل حسین کیا محلے کے مسلمان اب مسجد کی خدمت نہیں کرتے عرض کیا اس محلے میں کوئی نمازی ہی نہیں ہے۔ کچھ تامل کے بعد فرمایا "تم اس مسجد کی مرمت کراؤ اور سب سے کہہ دو کہ جو نماز نہیں پڑھے گا ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔" کچھ عرصہ کے بعد جب پھر وہاں تشریف لے گئے تو مسجد کو مرتب اور آباد دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا "حشر کے روز یہ مسجد تمہارے سجدوں کی گواہی دے گی۔"

ایک مرتبہ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا "نماز ضرور پڑھنا چاہئے یہ نظام عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو نظام عالم میں خرابی آجائے گی۔" آپ نے دیوہ شریف میں حضرت شاہ فضل حسین صاحب سے فرمایا "فضل حسین سب سے کہہ دو کہ جو نماز نہ پڑھے گا وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔"

ہر شخص کو شریعت کی پابندی اور سنت کی اتباع لازمی ہے۔

دربھنگہ میں قاضی منیر عالم صاحب وارثی جو زیادہ پابند اوقات نہ تھے۔ ان سے بطریق ہدایت ارشاد ہوا۔ "منیر عالم نماز سے عبد و معبود کا امتیاز ہوتا ہے جس کی ہیئت مجموعی عبدیت کی عین تصویر ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سر نگوں ہے وہ بندہ ہے اور جس کے آگے یہ ناک رگڑتا ہے وہ خدا ہے اس لئے بندہ کو بندگی لازمی ہے۔"

ایک مرتبہ حضور انور منشی نادر حسین صاحب نگرامی کے مکان پر مقیم تھے۔ جمعہ کے روز بعد زوال کے آپ نے وضو کیا اور چار رکعتیں بستر کے قریب پڑھیں۔ اور ارشاد ہوا "نادر حسین تم کو معلوم ہوگا کہ سنتیں پڑھ کر مکان سے جمعہ کی نماز کے واسطے جانا مسنون ہے۔"

"صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مسافت مسجد کو پیدل طے کرنے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔"

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم بانکی پور میں خان بہادر مولوی سید فضل امام صاحب کے یہاں مہمان تھے۔ آپ نے جمعہ کے روز مسجد میں جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ خان بہادر نے ملازمین کو حکم دیا کہ پالکی تیار رہے۔ خدام نے عرض کیا کہ سواری کا انتظام نہ کرو حضور نماز جمعہ کے لئے پاپیادہ جاتے ہیں۔ اس لئے قریب کی مسجد میں انتظام کیا گیا۔ آپ جائے قیام پر جب واپس تشریف لائے تو فرمایا" فضل امام تم نے تو اپنی محبت کا حق ادا کر دیا کہ ہم کو دور جانے نہ دیا مگر یہ نقصان ہوا کہ آج کی مزدوری کم ہو گئی۔"

"علماء کے گروہ میں یہ مسئلہ ہنوز تصفیہ طلب ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب سمجھا جائے یا دارالسلام، اس وجہ سے نماز جمعہ کے وجوب میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر اشخاص بعد نماز جمعہ کے چار رکعت ظہر کی پڑھ لیا کرتے ہیں۔ مگر یہ صریح شک ہے اور عبادت میں شک کی گنجائش نہیں یکسوئی ہونی چاہیے۔"

اکثر حضور قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا ہے۔"نماز وقت پر ادا کرنا افضل ہے اور فرمانبرداری کی نشانی ہے۔ نماز میں عمداً دیر کرنا کاہلی کی دلیل ہے اور مالک کے حکم میں کاہلی عبدیت کے منافی ہے۔"

"جو شخص باوضو رہتا ہے قیامت کے دن وہ پرہیزگاروں کی صف میں کھڑا ہو گا۔"

"اعضائے وضو قیامت کے دن نورانی ہوں گے۔"

"نماز وہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہو۔"

"نماز میں خضوع و خشوع لازمی ہے جس سے نماز واقعی نماز ہو جاتی ہے۔"

"نماز مومنوں کی معراج ہے کیونکہ ایک قسم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔"

"جس کا خیال جس قدر پختہ ہو گا اسی قدر اس کو حضوری کا لطف حاصل ہو گا۔"

"نماز روح کی غذا ہے۔"

حافظ احمد شاہ وارثی سے فرمایا" حافظ جی جس طرح چاشت اور اشراق کے پابند ہو اسی طرح شب کو نماز معکوس بھی ادا کیا کرو۔"

"جس کو یقین ہوتا ہے کہ حالت نماز میں خدا مجھ کو دیکھتا ہے اس کو ضرور مشاہد انوار

Scanned with CamScanner

الٰہی کا شوق ہو جاتا ہے اور جس کا شوق کامل اور طلب پختہ ہوتی ہے اس کو ہر ذرہ میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔"

ایک ارادت مند نے عرض کیا "بندہ نواز نفس بد کیش کی سرکشی کم نہیں ہوتی۔" فرمایا "نماز تہجد کی نگہداشت میں ہوشیار خیند سویا کرو نفس مغلوب ہو جائے گا۔ کیونکہ نفس ہمیشہ غفلت کی نیند پسند کرتا ہے۔"

ایک طالب خدا حلقہ بگوش نے عرض کیا کہ مجھ کو لباسِ فقر مرحمت ہو۔ ارشاد ہوا "ایک سال تک دن کو روزہ رکھو اور شب کو نماز غوثیہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد آنا تہبند مل جائے گا۔"

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حسب معمول نفی واثبات کا ذکر کرتا ہوں۔ مگر وہ جوش پیدا نہیں ہوتا کہ گھر میں آگ لگادوں ارشاد ہوا "آخر شب میں صلوٰۃ العشق پڑھا کرو بقدر ظرف جوش پیدا ہو جائے گا۔"

ایک مولانا حضور انور سے عرض کرنے لگے کہ اب نماز خوف الٰہی سے نہیں ہوتی بلکہ مداومت کی وجہ سے اس کی عادت ہو گئی ہے لہٰذا ملتجی ہوں کہ ایسی نماز چھوٹ جائے تو اچھا ہے حضور انور نے مسکرا کر فرمایا مولوی صاحب استقامت بہ از کرامت وضعداری اسی میں ہے کہ مرتے دم تک پڑھے جاؤ۔" اس روز سے مولانا کو نماز میں ایک خاص لطف آنے لگا۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے اس دنیائے ناپائیدار سے سفر کیا تو نماز عصر کی دوسری رکعت میں سر بسجود تھے کہ واصل حق ہو گئے۔ گویا حضور انور کے ارشاد کے بموجب کہ مرتے دم تک پڑھے جاؤ انہوں نے مرتے دم تک ہی نماز پڑھی۔" (سعی الحارث)

ایک صاحب حضور انور کی خدمت عالی میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے جب مرید ہو چکے تو حضور انور کے حکم سے شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت کی خانقاہ میں ٹھہرائے گئے۔ اسی خانقاہ میں مسجد بھی ہے انہوں نے نماز ظہر اور عصر قضا کر دی۔ تاکید نماز کے لئے کہا گیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کسی طرح بھی نماز پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ شاہ صاحب موصوف نے حاجی اوگھٹ شاہ وارثی کو طلب

Scanned with CamScanner

فرمایااور کہاکہ نووارد مہمان صاحب نماز سے انکار کرتے ہیں۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے ان کی طرف دیکھاتو انہوں نے نہایت سادگی سے جواب دیاکہ سنا ہے کہ جو شخص حضرت حاجی صاحب قبلہ کامرید ہوتا ہے اس پر نماز معاف ہو جاتی ہے ۔اگر نماز ہی پر مریدی ہے تو میں کہیں اور بھی مرید ہو سکتا تھا۔ شاہ فضل حسین صاحب کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب ان کو حضور انور کی خدمت میں لائے اور واقعہ عرض کیا حضور انور نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا"اچھااچھا تین برس اور پڑھو پھر معاف ہو جائے گی۔ یہ سن کروہ شاد مسرور واپس آئے اور نہایت پابند نماز ہو گئے۔ دن گنے لگے اور برابر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے رہے۔ ٹھیک تین برس میں ان کا انتقال ہو گیااور ایک حکم سے مدت العمر پابند نماز رہے۔ زمانہ قیام بلچھی میں جمعہ کا دن آیا تو آپ نے جمعہ کی نماز میں جانے سے قبل حاضرین کو جمعہ کے مسائل بتائے ایک مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا"جو شخص بُرا اچھا کے نماز پڑھتا ہو تو نماز ہو جاتی ہے "انہوں نے عرض کیاکہ جی ہاں ضرور ہو جاتی ہے۔(مشکوہ حقانیہ)

وضو آپ بہت جلد اور تھوڑے سے پانی سے کرتے تھے۔ وقت نماز پڑھنے کے تہبند سر سے مثل گھونگھٹ کے اوڑھ کر گلے سے ایک پیچ نکال لیتے۔ یوم جمعہ کو خط بنوا کر غسل فرماتے تھے۔

"پنج گانہ نماز اوّل وقت آپ نے ادا کی۔ نماز بہت اطمینان سے آپ پڑھتے تھے۔ نماز کھڑے ہو کر ہمیشہ آپ نے پڑھی۔ حتیٰ کہ دو رکعت تہجد کی بھی کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ جب حضور سجدے سے سر اٹھاتے تو فیضو شاہ وارثی وغیرہ خدام بغلوں میں ہاتھ دے کر حضور کو کھڑا کر دیتے اور پکڑے کھڑے رہتے۔ ہر چند خدام عرض کرتے کہ حضور کو بہت ضعف ہے بیٹھ کر نماز ادا فرمائیں اس پر آپ بہت خفا ہوتے۔"

"چونکہ حضور کی تمام عمر شریف سیر وسیاحت اور سفر میں گزری- تین روز سے زیادہ آپ کہیں قیام نہ فرماتے۔ لہٰذا شرعاً نماز قصر پنج گانہ خلوت میں ادا فرماتے۔ البتہ عیدین اور جمعہ کی نماز باجماعت مسجد میں حضور ادا فرماتے۔"

Scanned with CamScanner

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور نماز بے حضوری قلب قبول نہیں ہوتی تو کیا ہم لوگوں کی نماز ہی بیکار ہے ؟ آپ نے فرمایا "یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے" نماز ادا کرتا رہے اگر تمام عمر میں ایک سجدہ بھی قبول ہو گیا تو تمام عمر کی نماز قبول ہو جائے گی۔ (حیات وارث)

روزہ

روزہ جو اسلام کا فرض عظیم ہے اور ایمان کا مہتم بالشان رکن ہے۔ جس کا احترام حضور قبلہ عالم اس اہتمام سے فرماتے تھے کہ قبل رویت ماہ صیام مسجد میں چونا گردانی ہوتی تھی۔ کرنال شریف سے حافظ عبدالقیوم وارثی جن کا مشہور حفاظ میں شمار ہوتا تھا۔ ختم قرآن کے لئے آتے تھے۔ شرکت تراویح کے واسطے ارادت مندوں کو تاکید حکم ہوتا تھا۔ روزانہ افطاری ہر خاص وعام کو تقسیم ہوتی تھی۔ کم از کم تیس مجلد اور قیمتی قرآن مجید لکھنؤ سے منگوا کر نادار قرآن خوانوں کو عطا ہوتے تھے۔ خدام خاص کی خدمت میں آسانیاں کی جاتی تھیں۔ مقررہ خیرات جو روزانہ آستانہ پر تقسیم ہوتی تھی اس میں کافی اضافہ ہو جاتا تھا۔ قصبہ کے بعض شرفا کو حاجت مندوں کے گھروں پر کھانا بھیجنے کا فرمان صادر ہوتا تھا۔ آخر عشرہ میں غربا کو حسب حیثیت کپڑا تقسیم ہوتا تھا۔ عید کے روز علی الصباح دودھ اور سویاں بصورت لنگر تقسیم ہوتی تھی۔ اکثر مساکین کو نقد بھی دیا جاتا تھا۔ اہل خدمت کو انعام ملتا تھا۔ مختصر یہ کہ رمضان المبارک کا یہ خیر مقدم زبان حال سے شاہد ہے کہ حضور قبلہ عالم کو خاص دلچسپی تھی۔

ترغیب کے پیرائے میں صوم رمضان کے صفات وبرکات سے بھی آگاہ کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر ارشاد ہوا۔ "روزہ ایسی گراں قدر عبادت ہے کہ روزہ دار بندے کو خدا اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔

"انسان حالت روزہ میں صفات ملکوتی سے موصوف ہو جاتا ہے۔ خدا کی عین رحمت ہے کہ فاقہ جو اس کے نعمت خانہ میں محبوب غذا تھی، وہ ہر سال اپنے بندوں کو تیس روز مرحمت فرماتا ہے۔"

Scanned with CamScanner

☆ روزہ گناہوں کو مٹاتا ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے۔

☆ روزہ روح کی غذا ہے۔

☆ شوق سے روزہ رکھنا عاشقوں کی سنت ہے۔

☆ روزہ رکھنے سے خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

یہ بھی اکثر بطور ہمت افزائی فرماتے تھے "ہم نے بھی برسوں روزہ رکھا ہے روزہ مرہ پانی سے افطار کرتے تھے اور ساتویں روزہ کھانا کھاتے تھے۔ ایک مولوی صاحب سے فرمایا "مشرب عشق میں روزے کی حقیقی صفت یہ ہے کہ ترک غذا کے ساتھ خواہش غذا وسواس اور لذت غذا کی تمیز اور احساس فنا ہو جائے۔" (سعی الحارث)

حج

حضور قبلہ عالم نے اپنے غلاموں کو کعبۃ اللہ کے شرف واختصاص سے آگاہ فرمایا اور چونکہ حج دو نوع پر منقسم ہے حج عام اور حج خاص، اس لئے رہنمائے کامل نے ہدایت بھی اس تفصیل سے فرمائی کہ عام مریدین کو انہیں صفات کعبہ اور برکات حج سے خبردار کیا جو ان کے فہم وخیال کے حسب حال تھا اور خاص مریدین کے واسطے مناسک حج کی بجا آوری مشروط بہ ریاضت ومجاہدت گردانی جو مشرب عشق کا عین اصول ہے۔"

چنانچہ اکثر آپ نے ترغیب کے لئے نو آموز ارادت مندوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ "جس نے صدق وخلوص سے حج کیا اس کا ایمان کامل ہے۔"

"حج چند امتحانات کا مجموعہ ہے جو اس میں ثابت قدم رہا اس کا خدا کے دوستوں میں شمار ہوا۔"

"جس نے خدا کے بھروسے پر حج کیا اس کی امداد غیب سے ہوتی ہے۔"

جب کوئی عام مریدین سے حج بیت اللہ کے لئے اجازت کا طالب ہوتا تو سرکار عالم پناہ فرماتے "جاؤ یہ کام بھی ضروری ہے۔"

"محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مطلوب کی راہ میں اگر تکلیف بھی پیش آئے تو راحت سمجھے"

کسی سے بصورت تاکید یہ حکم ہوتا تھا" طائف بھی جاؤ گے۔" کسی سے فرمایا" حجاج عمرہ کرنے میں بہت کوشش کرتے ہیں۔" کسی سے فرمایا" میزاب رحمت کا پانی گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اگر بارش ہوتی ہے تو حجاج اس کے نیچے کھڑے ہو کر نہاتے ہیں۔"

کسی سے یہ دریافت فرمایا" بتاؤ کعبہ کے اندر کیا دیکھا؟۔"

بعض مخصوص مریدین سے فرمایا" حاجی وہ ہے جس پر حقیقت حج منکشف ہو جائے۔"

ایسے ہی مریدین سے فرمایا" خانہ خدا کی زیارت کا شوق تو سب کو ہے مگر صاحب خانہ کا متلاشی ہزار میں ایک ہوتا ہے۔" آپ اکثر مولانا کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

حج زیارت کردن خانہ بود

حج رب البیت مردانہ بود

"کعبہ مقصد زوار ہے اور دل مہبط انوار۔" (سعی الحارث)

زکوٰۃ

بڑا بخیل وہ ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔

جس مال کی صدق دل سے زکوٰۃ دی جاتی ہے خدا اس کے مال کا محافظ ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے۔

کبھی متبسم لبوں سے ارشاد ہوا کہ: زکوٰۃ بڑے نفع کی تجارت ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں خدا دس روپیہ اور بعض مواقع پر ستر روپیہ دیتا ہے۔

ایک معتقد پر ستار وارثی نے ارادہ کیا کہ میں کچھ روپیہ زکوٰۃ کے نام سے منجانب سرکار عالم پناہ خیرات کروں۔ جب آپ نے یہ سنا تو اس مخیر غلام سے فرمایا کہ "تم کو معلوم ہے کہ زکوٰۃ صاحب نصاب اس مال یا روپیہ کی دیتا ہے جو سال بھر سے اس کے ملک میں ہو اور جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور جس نے روپیہ کا چھونا حرام سمجھا ہو وہ زکوٰۃ کس چیز کی دے گا۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "مشرب عشق میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز حلق سے

Scanned with CamScanner

نذر ہو جائے وہ اپنی تھی اور جو باقی رہے سب زکوٰۃ ہے۔"

یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ "بعض مشائخین نے بقدر ضرورت اسباب معیشت اپنے صرف رکھا ہے۔ مگر عشاق کا طریقہ یہ ہے کہ فتوحات کو فوراً تقسیم کر دیتے تاکہ رات کو وہ خالی ہاتھ ہوں اور کسی چیز کے مالک نہ رہیں۔"

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم منشی تفضل حسین صاحب وارثی وکیل اناؤ کے مہمان تھے۔ عصر کے بعد وکیل صاحب موصوف کے ہمراہ ایک مقتدر شخص حاضر خدمت ہوئے۔ قدم بوسی کے بعد وکیل صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ میرے دوست ہیں مگر خدا کے بڑے دیانت دار بندے ہیں باوجود اس خوشحالی کے نہ کھاتے ہیں نہ کھلاتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی دولت کی شب و روز نگرانی کرتے ہیں۔ سرکار عالم پناہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تم سود تو نہیں کھاتے اور زکوٰۃ دیتے ہو۔" انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کی عنایت سے سود کو حرام جانتا ہوں اور زکوٰۃ بالالتزام نہیں دیتا ہوں مگر مساکین سے سلوک کرتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ "شریعت میں انتظام لازمی ہے حساب کر کے زکوٰۃ دیا کرو۔ سوتے وقت ایک سو پچاس مرتبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھ لیا کرو۔" وکیل صاحب نے ہنس کر عرض کیا حضور وہ مثل صادق آئی کہ نماز چھڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے۔" آپ نے فرمایا۔ "ہنستے کیا ہو تم بھی تو باقاعدہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ وکیل صاحب نے سرنگوں ہو کر عرض کیا کہ واقعی قصوروار ہوں، لیکن آپ دریافت فرمالیں کہ میں عرصہ سے دس بیس روز تک کے واسطے چالیس روپیہ کا مالک کامل نہیں ہوا۔"

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ "تم ایسے محتاج ہو۔" عرض کیا آپ کے کرم سے محتاج نہیں ہوں۔ آج بھی چار پانچ سو ماہانہ کا خرچ ہے۔ لیکن پانچ سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ اسٹیشن پر آپ نے میرے بے تکے اخراجات کو دیکھ کر سرسری طور پر فرمایا تھا کہ "تفضل کفن کو بھی کوڑی نہ رکھیں گے۔"

جب سے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں کہ روز کی آمدنی روز صرف ہو جاتی ہے۔ اتفاق سے اگر روپیہ کبھی زیادہ آجاتا ہے تو کچھ دنوں اس کا تحویل دار رہتا ہوں اس لئے

زکوۃ دینے کی نہ کبھی حیثیت ہوئی اور آپ کا کرم شامل حال ہے تو انشاء اللہ کبھی نہ ہوگی۔
حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ تفضل حسین اب اگر کسی دن زیادہ روپیہ آجائے تو وہ بھی باقی نہ رہے اسے بھی صرف کر دیا کرو۔ رکھنے سے ہاتھ کالے ہوتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں خالی ہاتھ آئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ رات کو سویا کرو۔ جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے وہ مال و دولت سے نفرت کرتا ہے۔"

وکیل صاحب نے قدم بوس ہو کر بکمال ادب عرض کیا کہ آپ نے توفیق مرحمت فرمائی تو آج سے یہی کروں گا۔ لیکن ایک جھگڑا اور ہے۔ میرے پاس ہمیشہ سے تین بکس ہیں جس میں روزانہ مفید رقم ڈالتا ہوں اس کو بھی چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا" وہ کیسے اور کس کام کے واسطے ہیں؟" عرض کیا ایک بکس کا روپیہ ۱۲ ربیع الاول کو خرچ ہوتا ہے اور ایک بکس کا عشرہ محرم میں صرف کیا جاتا ہے۔ اور ایک بکس حضور کی تشریف آوری پر کھولا جاتا ہے۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا" وہ دونوں بکس تو بدستور رہیں، لیکن جو بکس ہماری مہمان داری کے واسطے رکھا ہے اس کو اٹھا دو۔ اگر تم کو روٹی نصیب ہوگی تو کھلا دینا ورنہ تمہارے ساتھ ہم بھی فاقہ کریں گے۔"

ایک دفعہ حاجی عباسی علی شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ گزشتہ جمعہ کو مولوی صاحب نے زکوۃ کے ایسے صفات بیان کئے کہ میرے آنسو اس خیال سے نکل آئے کہ میرے پاس بھی اگر روپیہ ہوتا تو میں بھی زکوۃ دیتا۔ آپ نے فرمایا تمہاری بسر اوقات کیوں کر ہوتی ہے؟ شاہ صاحب نے کہا کہ حسب الحکم پیتے پور کی مسجد میں رہتا ہوں۔ اہل محلہ روٹی دے جاتے ہیں وہی کھا لیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ روٹی اگر ضرورت سے زیادہ آجاتی ہے تو اس کو کیا کرتے ہو؟ عرض کیا دوسرے روز دن کو کھا لیتا ہوں۔ سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ آج سے اس کی پابندی کرو کہ مغرب تک جو روٹی آئے وہ کھا لیا کرو اور جو بچ جائے یا بعد مغرب کے آئے وہ اسی وقت خیرات کر دیا کرو اسی کو زکوۃ سمجھو۔

ایک مرتبہ لکھنؤ کے قیام میں حضور قبلہ عالم کی قدم بوسی کو ایک ایسے غیر معروف تہمبد پوش حاضر ہوئے۔ جن کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ

Scanned with CamScanner

میرے حجرہ کا قفل توڑ کر کوئی سب سامان لے گیا۔ ارشاد ہوا کہ تم نے سامان رکھا کیوں؟ آج سے بجز ایک تہبند اور کمبل کے اسباب دنیا میں سے کوئی چیز نہ رکھنا۔ چور بھی نہ آوے گا اور خادم کو حکم دیا کہ ایک تہبند اور ہمارا کمبل لے آؤ۔ فوراً خادم نے حاضر کیا۔ آپ نے وہ تہبند اور کمبل شاہ صاحب کو دے کر رخصت کیا۔

باہر آخر شاہ صاحب نے وہ تہبند باندھ لیا اور اپنا تہبند کھول کر ایک محتاج کو دے دیا اور ایک گٹھری میں کچھ چیزیں تھیں وہ بھی تقسیم کر دیں۔ صرف سرکار عالم پناہ کا دیا ہوا کمبل لے کر روانہ ہو گئے۔" (سعی الحارث)

توحید

"یہ اکثر مریدین اور معتقدین ہی سے نہیں بلکہ دیگر بزرگوں سے بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ "ہم اور تم ایک ہیں نا۔"

"ہمارے یہاں مجوسی' عیسائی سب مذہب والے برابر ہیں۔ کوئی بڑا نہیں۔ خدا آسمان پر نہیں ہے۔ ہم تم میں چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا۔ بس ایک صورت پکڑے رہو خدا مل جائے گا۔"

اس ارشاد پر حاجی اوگھٹ شاہ وارثی نے حضور انور کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔ "یہی صورت پکڑ لے۔" فرمایا نہیں کوئی صورت ہو۔ جب سب ایک ہیں تو یہ اور وہ، کیا سب میں خدا ہے، کوئی صورت ہو۔ انا الحق سب پکارتے ہیں اور فنافی اللہ بھی ہونے کو موجود ہیں مگر انا الشیطان اور انا الیزید کوئی نہیں بولتا یہ بات مشکل ہے۔ مسجد، مندر، گرجا میں جہاں جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے۔" (مشکوۃ حقانیہ)

موحّد ہے تو مدحت اور مذمت کو برابر جانے۔

جس نے حق کو حق کے ذریعہ سے تلاش کیا اس کی توحید صحیح ہے اور جس نے حق کو نفس کے ذریعہ سے تلاش کیا اس کی توحید ناقص ہے۔ توحید علم سینہ ہے جس کی سفینہ میں گنجائش نہیں کیونکہ توحید نہ تقریر سے ادا ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آ سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حقائق توحید کا انکشاف موحد کی نیازمندی سے ہوتا ہے۔ موحد وہ ہے جس کے دل سے ماسوائے اللہ کا خیال محو ہو جائے۔ جس نے جملہ واردات و واقعات کا فاعل حقیقی خدا کو جانا وہ موحد ہے۔ جو مسجد میں ہے وہی مندر میں ہے۔ نام کا فرق ہے ورنہ انتظام بگڑ جائے۔ خیر و شر اسی کی جانب سے ہے مگر تصدیق اس کی مشکل ہے۔

"خدا تم میں ہے مگر تم دیکھ نہیں سکتے۔"

"توحید اب ٹکے سیر ہو گئی ہے۔"

"اسرار توحید سے خبردار ہونا بہت مشکل ہے۔ سب سے زیادہ جو تم سے نزدیک ہے اسی کو تم سب سے زیادہ دور سمجھتے ہو۔" بمصداق نحن اقرب الیہ من حبل الورید"

رب اور رام حقیقت میں ایک چیز ہے۔"

"دوبدھا نہ رہے تو مندر، مسجد میں ایک ہی جلوہ دکھائی دے۔ خداوند عالم کو جب اپنی صفات کا ظاہر کرنا منظور ہوا تو عالم کو منصۂ ظہور میں لایا اور اپنا ظہور منظور ہوا تو آدم کی تخلیق فرمائی۔" (سعی الحارث)

تصدیق

حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا "مدینہ شریف کے راستہ میں ایک مولوی صاحب بار بار کہتے تھے۔ ان اللہ مع الصابرین دوپہر کو جب ہوا گرم ہوئی تو مولوی صاحب گھبرائے ۔پانی ان کے پاس ختم ہو چکا تھا اس وقت ہم نے کہا ان اللہ مع الصابرین مولوی صاحب خفا ہو گئے۔ بس زبان سے کہنا اور بات ہے اور دل سے تصدیق اور چیز ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ "مکہ معظمہ میں ایک مولوی صاحب نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا وعظ بہت کہا کرتے تھے۔ ان کے پاس معمولی سی ایک فرد تھی- اس میں سردی معلوم ہوئی۔ ہمارے پاس دو کمبل تھے وہ شب کو ایک کمبل مانگنے کے لئے ہمارے پاس آئے ہم نے کہا نحن اقرب الیہ من حبل الورید سے نہیں مانگتے "اس کے بعد سرکار نے فرمایا "زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ دلی تصدیق نہ ہو۔"

Scanned with CamScanner

" تصدیق ہزاروں میں ایک کو ہوتی ہے ہر شخص کا حصہ نہیں پھر اس کی بھی کئی صورتیں ہیں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔"

"اپنے میں جو سانس چلتی ہے یہی ذات ہے۔ بس تصدیق مشکل ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون جو اس کو سمجھ گیا تو تصدیق ہو گئی۔

"آدمی جب تک عشق میں کافر نہیں ہوتا، مسلمان نہیں ہوتا۔ صاحب توحید ہونا آسان ہے صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔"

"جس کو یہاں تصدیق نہیں کعبہ جا کر کیا کرے گا؟ وہاں جا کر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا۔ خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو صرف جہت ہے۔"

"صحبت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔ نماز، روزہ اور ہے تصدیق اور ہے اگرچہ تصدیق مانع صلوۃ نہیں مگر حالت ضرر میں قابل لحاظ ہے۔"

کتابیں پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہے تصدیق اور چیز ہے۔ "جو تصدیق کے ساتھ "یاباسط" پڑھتا ہے وہ تنگ دست نہیں رہتا۔" (مشکوۃ حقانیہ)

"تصدیق ہی ایمان ہے۔ جس کو تصدیق نہیں، اس کا ایمان نہیں۔"

(وسیلہ بخشش)

یقین

"عاشق کا محبوب کی یاد میں دم نکلتا ہے اور بعد مرگ عاشق اپنے معشوق کی صورت میں ہوتا ہے۔ عاشق کو کسی سے واسطہ نہیں ہوتا۔ جس سے عشق ہے وہی اس کے لئے سب کچھ ہے۔ اکثر عشق کی راہ چلنے والوں نے کہا ہے جیسے ملک محمد جائسی

جا کے ہاتھ ہوئی اس کی لی

سو راجہ اور تا کی دلی

"معشوق کے ملنے نہ ملنے سے واسطہ نہ رکھے جو دل میں سما گیا ہے اس پر قائم رہے۔ بے غرض و مطلب جو محبت ہے وہ ایک آتش جگر سوز ہے جس کو عشق کہتے ہیں ایک بے اختیار چیز

Scanned with CamScanner

ہے اس کی کوئی تدبیر نہیں ہے نہ کسب سے اس کو کوئی تعلق ہے۔ یہ ایک آگ ہے جس کے دل میں پیدا ہوئی بدن چھوڑنے کے وقت اس کی صورت معشوق کی ہوگی۔ نحن اقرب سمجھ چکے ہو کہ خدا سب میں موجود ہے۔ غور کرو اور یاد رکھو کہ اقرار و قبولیت کے دو کلمے جو مرد و عورت کے درمیان ہوتے ہیں اس اقرار کا عورت کتنا اعتماد کرتی ہے کہ مرد ہزار کوس پر بھی سمندر کے پار ہوتا ہے تو بھی نہیں بھولتی اور مرد بھی اپنی بیوی کو نہیں بھولتا اس کی طرف دل لگا رہتا ہے۔ جس صورت سے بھی ممکن ہو اس کی خبر لیتا ہے۔ صرف چند الفاظ اقرار و قبولیت پر وہ عورت تمہاری کہلاتی ہے اور تم اس کے شوہر کہلاتے ہو۔ ایک ساعت کے لئے تم دونوں ایک دوسرے سے غافل ہوتے نہیں پھر بھلا غور کرو کہ جس خدائے مختار کل نے بمصداق خلق آدم علی صورتہ، اپنی صورت پر تم کو بنایا اور روز ازل الست بربکم کا خود اقرار کیا اور تم نے بھی جواب میں بلی کہہ کر اقرار کیا۔ اب تم میں اس نسبت کے سوا جو حقیقی اور پوشیدہ ہے یعنی اقرار توحید، اس اقرار پر اتنا بھروسا ہونا چاہئے، جتنا عورت اپنے شوہر پر کرتی ہے اور حاضر و غائب اس کو اپنا جانتی ہے۔ یہ کس قدر وسیع اور بلند درجہ ہے کہ خدائے قدیر نے اپنی صورت تم کو عطا فرمائی اور خود ہی رب ہونے کا اقرار کیا اور تم نے بھی بندگی کا اقرار کیا۔ اپنا نام رزاق بھی رکھا پھر بھی تم کو شک ہے اور یقین کلی نہیں ہوتا۔ اتنا بھی بھروسا نہیں جتنا عورت کو اپنے شوہر پر ہوتا ہے۔"

یقین اعتقاد کی روح ہے۔ جس میں یقین کی کمی ہے۔ اس میں اعتقاد کی کمی ہے۔

جن کی نظر دوست پر ہے ان کا کوئی دشمن نہیں۔

خدا پر بھروسا کرو تو وہ خود تمہارا سامان کرتا ہے۔ (اور اکثر اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا) اگر کوئی اپنی تدبیر کرتا ہے تو وہ علیحدہ کھڑے ہو کر سیر دیکھتے ہیں اور پھر کچھ نہیں ہوتا۔ ہزار کوس سے خاوند اپنی بیوی کی فکر رکھتا ہے (دل کی جانب اشارہ فرما کر) جو تمہارے اندر ہے وہ فکر نہیں کریں گے؟

"جس دل میں یہ رہے کہ دیکھیں یہ کام ہو کہ نہ ہو وہ کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ دوبدھا میں پڑا ہے۔ نہیں بلکہ یہ سمجھے کہ ضرور ہوگا۔"

Scanned with CamScanner

اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے چاہے مر جائے۔ خدا سے بھی نہ کہنا چاہیے کیسی ہی تکلیف ہو کیا اللہ نہیں دیکھتا۔ کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوس پر بھی ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہے اور اللہ تو اپنے پاس ہے کیا وہ نہیں دیکھتا۔"

جو شخص اپنی تدبیر اور کوشش کرتا ہے اللہ میاں اس سے علیحدہ رہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ خود ہی کرتا ہے۔ اور جو اللہ کے بھروسے پر بیٹھ جاتا ہے اس کو بھروسا اسی کی ذات کا ہوتا ہے تو خداوند کریم اس کا کام کرتا ہے۔ (مشکوۃ حقانیہ)

تسلیم ورضا

"تسلیم ورضا حضرت بی بی فاطمہؓ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے تسلیم ورضا مشکل بہت ہے اس کو سب نے چھوڑ دیا ہے۔

یہ بی بی فاطمہؓ سے ہے تسلیم ورضا انہیں سے ہے۔

مشائخین عظام کے طریقوں کے متعلق فرمایا کہ وہ طریقے انتظامی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل بگڑ جائیں سب ایک ہی سے ہو جائیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان میدان کربلا میں شہید کرا دیا۔ کوئی کیا سمجھ سکتا ہے رمز عاشق و معشوق۔

ایک دفعہ حضور انور نے نادر حسین صاحب سے فرمایا "نادر حسین اس وقت ہوا ٹھنڈی چلتی ہے۔" انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ تراب علی صاحب نے کہا کہ ان دنوں کو ایسی گرم ہوا چلتی ہے کہ تمام فصل خریف بھسم ہو گئی۔ یہ سن کر حضور انور نے ارشاد فرمایا "تم کیا جانو معشوق کی دی ہوئی تکلیف کہیں میسر ہوتی ہے۔

ایک زمانہ میں دیوہ شریف میں طاعون شروع ہوا۔ لوگ بستی چھوڑ کر باہر چلے گئے جب حضور کو اطلاع ہوئی کہ لوگ بھاگ رہے ہیں تو آپ فرماتے تھے۔ "خدا ہر جگہ موجود ہے بھاگ کر کہاں جائیں گے کیا وہاں خدا نہیں ہے۔"

ایک روز چند معتقد اور مقرب غلامان وارثی نے مجتمع ہو کر بصد اصرار عرض کیا کہ

Scanned with CamScanner

ہماری خاطر سے آپ مکان تبدیل فرمائیں۔ اس وقت متبسم لبوں سے آپ نے ارشاد فرمایا "کہ ہم جانتے ہیں کہ اطباء کا یہی خیال ہے اور تم محبت سے کہتے ہو۔ مگر یار کی بھیجی ہوئی بیماری سے ڈرنا اور بھاگنا غیرت عشق کے خلاف ہے۔ بلکہ اقتضائے محبت یہ ہے کہ منشاء الٰہی کے آگے سرنگوں رہے۔ بقول

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

(مشکوٰۃ حقانیہ)

"تسلیم و رضا جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے۔ اور خیر تو خیر ہی ہے اور تکلیف بھی عاشق و معشوق کا راز و نیاز ہے۔"

"تسلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی لونڈی ہے۔ تسلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی چیز ہے۔"

تسلیم و رضا کا مرتبہ بی بی فاطمہؓ نے اپنے بابا جان سے پایا اور حسنینؓ کی وساطت سے جس کا جس قدر حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے۔

جس طرح تسلیم و رضا کا بہت بڑا مرتبہ ہے اسی طرح میدان میں ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہے اور بڑے مردوں کا کام ہے۔

منزل تسلیم و رضا میں جان دینا معمولی بات ہے مگر اف کرنا بھی رضا کی شان کے خلاف ہے۔

رضا و تسلیم کے کوچہ میں جس نے قدم رکھا اس کا اختیار سلب ہوا۔ مشرب تسلیم و رضا کا مسلک اور ہے مشائخین کا طریقہ اور ہے۔ ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتقام حرام اور رضائے شاہد حقیقی کے آگے سر تسلیم خم کرنا فرض عین ہے۔

ایک دفعہ صفی پور میں حضور کے خدام سے اور صفی پور کے چند ہندو نوجوانوں سے تکرار ہو گئی یہاں تک گفتگو بڑھی کہ لڑائی ہو گئی اور اس لڑائی میں فیضو شاہ صاحب وارثی کا سر مجروح ہو گیا۔ جب وہ گھر پہنچے اور وہاں کے خاص و عام نے فیضو شاہ صاحب وارثی کا زخم دیکھا تو سب کو اشتعال ہوا اور آمادہ ہو گئے کہ صفی پور کو تباہ و برباد کر دیں مگر حضور نے سب کو

Scanned with CamScanner

بہ تاکید ممانعت کی، اور لیفو شاہ صاحب سے فرمایا کہ صبر کرو اللہ کو یہی منظور تھا۔

اسی عرصہ میں صفی پور کے دو معمر اور خوش حال ہندو حاضر خدمت ہوئے اور اپنی پگڑی حضور کے قدموں میں رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور دیہاتی لہجہ میں عرض کیا "بابا دیا کرو لڑکوں نے کرم ناس کیا اپنی کرپا سے تم معاف کر دو ان کا جنم اکارت نہ جائے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا انہوں نے تو ہمارا کوئی قصور نہیں کیا اور اگر کرتے یا ہم کو بھی مار ڈالتے تو بھی ہم معاف کر دیتے۔ کیونکہ ہمارے دادا نے اپنے قاتل کو پہلے شربت پلایا ہے اور ہمارے مذہب کی یہ تعلیم ہے۔" والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين " اور ہمارے نزدیک تو لڑائی تھی نہ جھگڑا بلکہ یار کی ادا و ناز کا ایک کرشمہ تھا جو ہو گیا اس میں نہ کسی کا قصور ہے نہ معافی کی ضرورت اور اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو اچھا بیٹھو۔ معاف کیا اور خادم کو حکم دیا کہ ان کو تہبند اور مٹھائی دے دو۔ یہ کریمانہ شان دیکھ کر دونوں کو جوش ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مہاراج اب ہم کو چیلا بھی کر لو۔ تو آپ نے دونوں کو استغفار پڑھوا کر مرید کیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا گرو داتا کوئی اُبجر بھی بتاؤ حضور نے فرمایا کہ "برہم کو پہچانو اور پتھر کو نہ پوجنا اور جھٹکے کا گوشت نہ کھانا۔" (سعی الحارث)

بیعت طریقت

"حضور انور کا بیعت کرنے کا طریقہ عام یہ تھا کہ " استغفر الله من كل ذنب واتوب اليه" پڑھا کر یہ کہلواتے تھے "ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا پنجتن پاک کا خدا اور رسول کا۔" مستورات کو بیعت کرتے وقت آپ دست مبارک نہیں دیتے تھے۔ احرام شریف کا دامن دیتے تھے اور حضرت سیدہ النساءؑ کا اسم مبارک بھی زبان فیض ترجمان سے لیتے تھے۔ مستورات کو بیعت فرماتے وقت خصوصیت سے منہ پھیر لیا کرتے تھے۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ اہل ارادت کے رجوع پر یہ فرمایا کہ تم مرید ہو گئے متعدد حلقہ بگوش ایسے ہیں جو بذریعہ خط کے خواستگار بیعت ہوئے اور آپ نے ان کی استدعا قبول فرمائی

ایک مرتبہ آپ کے فقیر حاجی اوگھٹ شاہ وارثی نے کسی کا ایک منظوم عریضہ پیش

Scanned with CamScanner

کیا اس میں بیعت کی استدعا تھی۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر محبت ہے تو مرید ہیں"

انھوں نے عالم رویا میں بیعت کی اور یہ واقعہ عرض کیا تو جناب حضرت نے اسی بیعت کو قائم رکھا۔

حضور قبلہ عالم کے تصرفات باطنی کی یہ شان بھی دیکھی ہے کہ آپ نے گزشتگان ماسبق کی ارادت ان کے ورثاء کی استدعا پر اکثر قبول فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ سید نادار شاہ صاحب وارثی متوطن مضافات گیا نے عرض کیا کہ میرے خاندان میں ایک بی بی . سبب بعد مسافت حاضری سے قاصر ہیں مگر بیعت کی تمنا ہے۔ آپ نے فرمایا وہیں رہیں۔ ہم نے مرید کر لیا۔" شاہ صاحب موصوف نے یہ عنایت دیکھی تو ملتجی ہوئے کہ میرے لڑکوں کو بھی مرید کر لیا جاوے ارشاد ہوا" اچھاسب کو مرید کر لیا۔" جب دریائے فیض کا یہ جوش دیکھا تو موصوف نے دست بستہ عرض کیا کہ میرے بزرگان ماسبق کو بھی داخل بیعت فرمایئے۔ آپ نے متبسم لبوں سے فرمایا" اچھاسب کو مرید کر لیا۔"

علیٰ ہذا ایک مرتبہ قاضی منیر عالم صاحب مختار در بھنگہ نے عرض کیا مجھ کو تو شرف غلامی نصیب ہوا مگر میرے آباواجداد اس نعمت سے محروم ہیں آپ نے فرمایا ان کو بھی مثل اپنے ہمارا مرید سمجھو۔ قاضی صاحب نے یہ شفقت وارثی دیکھی تو مُستدعی ہوئے کہ میرے خاندان میں جو پیدا ہوں وہ بھی ظل حمایت وارثی میں آجائیں۔ ارشاد ہوا۔ منیر عالم محبت سے سب ہو سکتا ہے۔ اچھا ان کو بھی مرید کر لیا۔"

ایک مرتبہ میلہ کارتک میں چند معتقدین نے بیک وقت حاضر خدمت ہو کر حصول شرف بیعت کی استدعا کی جناب حضرت نے تین چار ارادت مندوں سے اقرار اطاعت لے کر داخل بیعت فرمایا۔ اس کے بعد ایک طالب کا ہاتھ پکڑا تو فوراً چھوڑ دیا اور مسکرا کر فرمایا "اب بیعت کی کیا ضرورت ہے تم کو تو روز ازل سے محبت ہے۔"

مولوی محمد احسن صاحب بانکی پوری جو معمر اور نہایت مقتدر شخص تھے۔ بکمال خلوص اور بہ شوق ارادت ہمیشہ حاضر خدمت ہوتے رہے مگر سرکار عالم پناہ نے ان کو مرید نہیں فرمایا۔ آخر مولوی عبدالکریم صاحب نے سفارش کی تو ارشاد ہوا کہ بیعت کی کیا ضرورت

Scanned with CamScanner

ہے۔ ان کو تو ازل سے ارادت و محبت ہے۔ اگر یہی خوشی ہے تو آؤ ہاتھ پکڑلو۔" (سمی الوارث)

باندہ میں دو دوست تھے جنہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہم دونوں ایک ہی بزرگ کے مرید ہوں گے۔ حضور انور باندہ تشریف لے گئے تو وہاں دونوں میں سے ایک موجود تھا اور دوسرا باہر گیا ہوا تھا۔ جو باندہ میں موجود تھا۔ حاضر خدمت ہوا۔ حضور انور کو دیکھ کر اس کو کمال درجہ کی ارادت ہو گئی۔ لیکن اپنے دوست کے وعدہ کی وجہ سے مجبور رہا اور بہت روتا رہا۔ حضور نے اس ارادت مند سے کہا چلو باہر بیٹھو۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ نے تخلیہ کیا۔ پھر آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ فلاں شخص جو تمہارا دوست ہے وہ مرید ہو گیا۔ اب تم کس سوچ میں ہو۔؟ آخر وہ مرید ہو گیا۔ جب گھر پہنچا تو دو تین گھنٹہ رات گزرے۔ اس کے دوست کا تار آیا کہ میں حضرت امام الاولیا حضور وارث پاک سے مرید ہو گیا ہوں۔ غالباً حضرت باندہ تشریف لے گئے ہوں۔ فوراً تم بھی مرید ہو جانا۔ وہ کمال جوش میں روتا ہوا پھر حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ آپ ہاتھ پکڑنے کی شرم رکھئے گا۔ آپ نے فرمایا محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ لاکھ کوس ہو تو بھی نزدیک ہے۔" (عین الیقین)

"بمبئی کے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب نے خواب میں حضور کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ وہ جب حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور انور نے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ تم مرید ہو چکے ہو اس قدر دور دراز سفر کی کیا ضرورت تھی۔"

باندہ میں ایک شخص نے بڑی تمنا ظاہر کی تھی کہ وہ حضور انور سے مرید ہونا چاہتا تھا۔ لیکن جس وقت حضور انور باندہ تشریف لے گئے تو وہ موجود نہ تھا اس کے اشتیاق کی وجہ سے لوگوں نے مزید باندہ میں ٹھہرنے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا "اب ہم نہیں ٹھہر سکتے اور وہ مرید ہو گیا" چنانچہ جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے ٹھیک وہی تاریخ اور دن بتایا جب حضور انور نے فرمایا تھا کہ وہ مرید ہو گیا اور بتایا کہ مجھ کو خواب میں حضور سے بیعت نصیب ہوئی۔

ایک صاحب متوطن گوپامئو حضور انور کے سخت مخالف تھے۔ ان سے ایک صاحب نے کہا کہ حضور انور آتے ہیں تم کو ان سے ضرور ملنا چاہیے۔ انہوں نے کہا میں ایسے فقیروں سے

Scanned with CamScanner

نہیں ملتا اور بھی چند الفاظ زبان سے نکل گئے جیسے ہی وہ شخص اپنے مکان پر گیا۔ نہایت شدت سے درد شکم میں مبتلا ہو گیا۔ اسی وقت ایک طبیب بلایا گیا۔ انہوں نے ہر چند دفعیہ کی تدبیریں کیں مگر سود مند نہ ہوئیں۔ اس شخص نے سمجھ لیا کہ اب موت آگئی۔ اسی بے چینی اور بے قراری کی حالت میں کچھ غفلت سی ہوئی تو دیکھا کہ عالی شان مسجد ہے۔ جس میں بزرگان دین کا مجمع ہے اور سب نماز سنت ادا کرنے کے بعد کسی انتظار میں خاموش بیٹھے ہیں۔ اتنے میں وہ سب بزرگ ایک بزرگ کا استقبال کر کے اندر لائے۔ ان بزرگ نے نماز سنت ادا کی اور پھر فرض پڑھائے۔ اس شخص نے دیکھا کہ وہ حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے۔ وہ شخص قدم بوس ہوا اور درخواست بیعت کی تو آپ نے بیعت فرمایا۔ اس وقت وہ شخص اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہوا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور انور نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا دوبارہ مرید ہو گے وہ بڑھ کر قدم بوس ہوا اور اپنی گزشتہ بے ادبی پر اظہار ندامت کیا تو حضور انور نے متبسم آمیز لہجہ میں فرمایا تمہاری خطا نہیں تمہاری آنکھوں کا قصور ہے۔"

ایک شخص خواب میں حضور انور کا مرید ہوا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ خواب کی بیعت جائز نہیں کسی بزرگ سے ہو جاؤ اس نے ارادہ کیا تو آپ نے پھر خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم مرید ہو چکے ہو اب کوئی ضرورت نہیں۔ اس کو چند بار ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب لوگوں نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کیلئے کہا اور اس نے ارادہ کیا۔ حضور نے خواب میں اس کی تسکین فرمائی کہ تم ہماری بیعت میں آچکے ہو۔ اب اس کو پوری تصدیق ہو گئی۔ خواب میں حضور نے اس کو مطمئن کر دیا۔

حضور انور اپنی سیاحت کے دوران قسطنطنیہ بھی تشریف لے گئے وہاں سلطان عبدالحمید خاں مرحوم آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور نہایت اصرار کے ساتھ اپنے محل میں ایک ہفتہ مہمان رکھا۔ حضور انور کی زبان مبارک سے خود سنا گیا ہے کہ سلطان المعظم کو خواب میں جناب رسالت مآب ﷺ نے حضور کی شکل مبارک دکھادی تھی اسی لئے انہوں نے پہچان لیا۔

قسطنطنیہ میں بہت سے ترکوں نے آپ سے بیعت کی۔ حضور نے برسبیل تذکرہ

Scanned with CamScanner

فرمایا کہ ہم نے محل سلطانی سے ایک ڈور لٹکا دی تھی۔ اُسی کو ایک ساتھ بہت سے ترک پکڑ لیتے تھے اور بیعت ہو جاتے تھے۔ تین چار روز تک یہی سلسلہ رہا۔ (مشکوۃ حقانیہ)

در بھنگہ میں آپ کی آمد پر اس قدر ہجوم تھا کہ جس گھر میں آپ کو ٹھہرنا تھا اس کا پھاٹک عوام کی کثرت کے بوجھ سے گر پڑا۔

ایک جگہ حاجی صاحب قبلہ نے اپنی پالکی زمین پر رکھوا دی اور اعلان کرا دیا کہ بیعت کے خواہش مند پالکی کو چھوتے جائیں اس طرح بھی مرید کئے گئے۔ ایک سفر میں ریلوے اسٹیشن پر اسقدر بھیڑ تھی کہ حاجی قبلہ تک ہر شخص پہنچنے کی خواہش کے باوجود نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سرکار وارث پاک نے تمام مجمع پر چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ تم سب مرید ہو۔ بیعت کے طریقہ میں اجتہاد اور جدت تھی۔ ہندوؤں کو بیعت فرماتے وقت یہ نصیحت فرماتے تھے "تم ہم پنچانو پتھر نہ پوجنا، جھٹکے کا گوشت نہ کھاؤ۔"

جب کسی انگریز کو یا یہودی کو بیعت فرماتے تو ارشاد فرماتے "دیکھو موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کسی کو برا نہ کہنا اور حرام نہ کھانا اور ناجائز باتوں سے پرہیز کرنا۔"

آپ بیعت لیتے وقت پیشہ کے اعتبار سے کوئی خاص ہدایت فرما دیا کرتے تھے۔ کسی سے فرمایا "ہاتھ کے سچے رہنا۔ کسی سے فرمایا ظلم نہ کرنا۔ کسی درزی کو مرید فرمایا تو کہا کپڑا نہ چرانا۔ کوئی دکان دار ہے تو اس سے فرما دیتے کہ پورا تولنا۔"

ایک مرتبہ ایک تیلن بیعت کے لئے حاضر ہوئی تو حسب معمول آپ نے مرید کیا اور فرمایا "ڈنڈی نہ مارنا" اسی طرح آپ نصائح نہایت مختصر طور پر فرما دیا کرتے تھے۔"

(دانائے راز)

"چندر گڑھ میں حضور مقیم تھے کہ ایک خاکروب حاضر ہوا جس کو جذام کا عارضہ تھا۔ وہ غایت ارادت کی وجہ سے دور بیٹھا چلا کر روتا تھا کہ میاں اب میرا ہاتھ کون پکڑے گا سب کے مولا تو آپ ٹھہرے، دو دن تک وہ اسی طرح حاضر ہوا۔ جب آپ نے اس کا اشتیاق بیعت حد سے متجاوز دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ "میں تجھ کو آنکھوں سے مرید کرتا ہوں مجھے اچھی

Scanned with CamScanner

طرح دیکھ لے۔"اس کا دیکھنا تھا کہ اسی وقت مرض جذام سے اس کو صحت ہو گئی۔"

(عین الیقین)

"مولانا احمد مختار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ برادر عم زاد محمد حامد مرحوم ذوق بیعت میں سرکار عالم پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور انور نے ان سے ہاتھ بڑھانے کو فرمایا اور حامد مرحوم کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔"میاں اس طرح بیعت ہو جایا کرتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ حقانیہ)

محبت

☆ محبت ہمارا عین مشرب ہے۔

☆ محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔

☆ بام حقیقت کا زینہ محبت ہے۔

☆ فرشتوں کو محبت جزوی دی گئی ہے۔ اور انسان کو محبت کامل مرحمت ہوئی۔

☆ اگر محبت صادق ہوتی ہے تو محبّ کو ہر چیز میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔

☆ محبت ہی کے سبب انسان اشرف المخلوقات ہوا۔

☆ اگر محبت ہے تو مسجد اور مندر میں ایک شان نظر آئے گی۔

☆ محبت میں رقابت ضرور ہوتی ہے۔

☆ محبت میں شیطان بھی غیر نہیں۔

☆ محبت میں شیطان دوست ہو جاتا ہے۔

☆ جو محبت میں برباد ہوا وہ حقیقت میں آباد ہوا۔

☆ محبت صادق کے واسطے ہر ذرہ معرفت کا آئینہ ہوتا ہے۔

☆ محبت میں انسان بہرا اور اندھا ہو جاتا ہے۔

☆ محبّ کو بجز ذات کے صفات سے تعلق نہیں رہتا۔

☆ محبت میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ محبت میں انتظام نہیں۔

☆انسان نے محبت کا بار گراں جب اٹھایا تو سرکار شاہد بے نیاز سے ظلوماً جھولاً کا خطاب ملا۔

☆اگر محبت کامل ہے تو ایمان بھی کامل ہے۔ اور اگر محبت ناقص ہے تو ایمان بھی ناقص ہے۔

☆محبت کرو۔

☆بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے جو بے غرض ہوتا ہے۔

☆اگر محبت ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

☆یہ مشہور مثل سچ ہے کہ محبت سے خدا ملتا ہے۔

☆محبت ہے تو سب کچھ ہے اور محبت نہیں تو کچھ نہیں جیسا مولانا روم ؒ نے کہا کہ ۔

از محبت مردہ زندہ می شود

وز محبت شاہ بندہ می شود

☆جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو۔

☆چمار ہو یا خاکروب جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

☆بے محبت خدا نہیں ملتا۔

☆پیر کی محبت مرید کا دین ہے۔ (سعی الحارث)

☆محبت میں ادب و بے ادبی کا فرق نہیں۔

☆محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

☆محبت ہے تو ہم ہزار کوس پر بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

☆محبت عین ایمان ہے۔

☆جو محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ منزل عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔

☆محبت میں انتظام نہیں جہاں محبت نہیں وہاں انتظام ہے۔

Scanned with CamScanner

☆☆ محبت کرو کسب سے کچھ نہیں ہوتا۔

☆☆ محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

☆☆ جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا و کھلانے کی چیز ہے اگر لگاؤ نہیں تو خاک نہیں۔

☆☆ سر سید احمد خاں صاحب مرحوم سے فرمایا مجھ کو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں مگر محبت اخلاص اور طلب روحانیت ضروری ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

☆☆ جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو نہ کسی کے حق میں دعا کرو نہ بددعا کرو، تم رضا و تسلیم کے بندے ہو۔" (عین الیقین)

ایک مرتبہ قبلہ عالم نے فرمایا کہ اور عبادتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جو بندہ کرتا ہے اور اجر اس کا خداوند کریم مرحمت فرماتا ہے مگر محبت ایسی عبادت ہے کہ جب خدا سے ہم محبت کرتے ہیں تو بجائے جزا دینے کے خدا ہم سے محبت کرتا ہے۔

اسی سلسلے میں حضور قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ بندہ کی محبت خدا کی محبت سے مقدم ہے اس لئے بندہ کی محبت کی تعریف یہ ہے کہ ذات حضرت واجب الوجود کے ساتھ قلب کو اشتغال ہو اور چونکہ قلب اور اشتغال قلب سے وہ ذات اقدس پاک منزہ ہے۔ لہٰذا اس کی محبت کی تعریف یہ ہے کہ بندہ کو جذب الٰہی اپنی جناب میں کھینچے اور غیر کی جانب متوجہ ہونے سے باز رکھ سکے۔ پس محبت بندہ فرع ہے محبت خدا کی کیونکہ جب اللہ تبارک تعالیٰ بندہ کو اپنی جانب رجوع کرتا ہے تب بندہ کو خدا کی محبت ہوتی ہے۔" (سعی الحارث)

خدا سے بھی محبت کرے تو بلا مطلب کی۔ اکثر فرماتے تھے کہ عاشق کے دین و دنیا دونوں خراب مگر محبت اچھی چیز ہے۔ دنیا اسی سے قائم ہے۔ محبت میں کسب نہیں جس قدر کسب ہو گا وہی تصنع ہے۔ محبت بلا مطلب کی ہونی چاہیے۔ خواہ کسی سے کیوں نہ ہو سچی ہونا چاہیے۔ خدا محبت سے ہی ملتا ہے۔ محبت میں دو دل بھی اس طرح مل جاتے ہیں جس طرح کسی زنجیر کی کڑیاں اور اس کا پھندا۔ اس میں اگر دونوں مستقل اور مضبوط ہیں تو نباہ ضروری ہے۔ اگر ایک میں بھی کمزوری ہوئی تو محبت کے زور میں علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ محبت کے زور میں ایک پاسنگ بھی دنیا کی کسی شے میں زور نہیں۔ محبت میں جس قدر تکلیف

Scanned with CamScanner

پیچے ہو بھی ہو مگر اس سے پھرے نہیں وہ لازمی ہے۔ خدا نے محبت انسان کے لئے بنائی ہے۔
فرشتوں کا فخر ہے اطاعت اور انسان کا فخر ہے۔ "محبت" (حیات وارث حصہ اول)

عشق و عاشق

"ہمارا مشرب عشق ہے۔
ہماری منزل عشق ہے۔
ہمارا مسلک عشق ہے اور ہمیں عشق سے سروکار ہے۔
عشق میں ترک ہی ترک ہے۔
عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔
عاشق وہ ہے جو معشوق کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے۔
عاشق ہمیشہ غمگین رہتا ہے۔
عاشق کو لازم ہے کہ سر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی غیر نہیں ہے
عاشق وہ ہے جس کی کوئی سانس یاد مطلوب سے خالی نہ جائے۔
معشوق کی جفا بھی عین وفا ہے۔
عاشق کو لازم ہے کہ معشوق کا فرماں بردار رہے۔
معشوق کے سامنے عاشق ایسا بے اختیار ہو جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ۔
عاشق کے عشقِ صادق کی علامت یہ ہے کہ ذکر یار کی کثرت ہو۔
عاشق اگر ایک ساعت بھی یاد معشوق سے غافل رہتا ہو تو وہ ساعت اس کے لئے
بمنزلہ موت کے ہے۔
معشوق کی جفا ہو یا عطا ہو عاشق کے لئے ایک راز ہے۔
یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔" (سعی الحارث)
عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے نہ ملامت سے رنجیدہ۔ کیوں کہ تعریف اور
ملامت کرنے والے کو وہ غیر نہیں سمجھتا۔

Scanned with CamScanner

ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے کہ عاشق نہ ہجر کی شکایت کرتا ہے اور نہ وصل کی حکایت۔

عاشق کو بجز یار کے کسی سے سروکار نہیں رہتا۔

عاشق کا وظیفہ ذکر یار ہوتا ہے۔

عشق میں انتظام نہیں۔ عاشق دین ودنیا سے بیکار ہو جاتا ہے۔

جس کو اپنی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔

عاشق جب سب کچھ چھوڑتا ہے تو یار ملتا ہے۔

جس کا عشق کامل ہوتا ہے اس کا شوق فراق ووصال میں یکساں رہتا ہے۔

عشق وہبی ہے جو کسب سے حاصل نہیں ہے۔

عاشق کم اور مشائخ زیادہ ہوتے ہیں۔

عاشق صادق مثل آنکھ کی پتلی کے ہوتا ہے کہ وجود چھوٹا اور شہود بڑا۔

جو جس کا عاشق ہوتا ہے وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔

جو جس صورت کا عاشق ہوتا ہے وہ اس صورت میں مل جاتا ہے۔

عاشق کا منصب یہ ہے کہ احکام معشوق کے سامنے سر تسلیم خم رہے۔

عاشق کا ایمان رضائے یار ہے۔

رضائے معشوق کی تعمیل عاشق کا فرض ہے۔

مشرب عشق میں ایک صورت کے سوا دوسری صورت کو دیکھنا شرک ہے۔

عاشق سوائے معشوق کے اور کسی کو محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔

ایک صورت کو پکڑ دو ہی تمہارے ساتھ رہے گی۔" (سعی الحارث)

عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ جائے۔

عاشق کا مرید بے ایمانی نہیں کرتا۔

عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔

عاشق کے مرید کا انجام خراب نہیں ہوتا۔

عاشق کے خیال پر دین ودنیا کا انتظام ہے۔

Scanned with CamScanner

اگر عاشق کی زبان سے کوئی غلط بات نکل جائے تو اس کو بھی خدا صحیح کر دیتا ہے۔

عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ اس پر نہ سانپ کا زہر اثر کرتا ہے اور نہ شیر کھا سکتا ہے۔

جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا دکھلانے کی چیز ہے۔ اگر لگاؤ نہیں تو خاک نہیں۔ دنیاداری دکان داری ہے۔

ایک مرتبہ مولوی سید شرف الدین صاحب کو خطاب کر کے فرمایا "سنا بلسترا ایک مرتبہ بغداد شریف میں تھا۔ وہاں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک عورت پر جن آتا ہے۔ آپ چل کر اتار دیں۔ میں نے کہا بھائی مجھے جھاڑ پھونک گنڈا تعویذ کچھ بھی نہیں آتا میں جن کو کیونکر اتاروں گا اور وہاں جا کر کیا کروں گا مگر اس شخص نے بہت اصرار کیا اور کسی طرح نہ مانا تو میں اس کے ساتھ ہو لیا اور اس مکان میں پہنچا جہاں وہ آسیب زدہ عورت تھی۔ دیکھا تو اس وقت جن اس عورت پر مسلط تھا۔ میں نے جن سے پوچھا کہ تم اس عورت پر کیوں آتے ہو۔ اس نے کہا میں اس عورت پر عاشق ہوں۔ میں نے کہا سچے عاشق ہو یا جھوٹے؟ جن نے کہا میں اس کا سچا عاشق ہوں۔ میں نے کہا جانتے ہو کہ سچے عاشق کی کیا تعریف ہے۔ سچا عاشق اس کو کہتے ہیں جو معشوق کی رضاجوئی کرے اور سر مُو اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے اور تم جس کو اپنا معشوق کہتے ہو اس کی مرضی کے خلاف کرتے ہو۔ اس کی خوشی اسی میں ہے کہ تم اس پر مسلط نہ ہوا کرو۔ اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ جن نے کہا اچھا میں آج سے یہاں نہ آیا کروں گا۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

علم اور شے ہے اور عشق کچھ اور جہاں حضرت عشق آئے پھر وہاں علم اور عقل کا دخل نہیں۔

جو کچھ عاشق معشوق کی نسبت کہے وہ سب ٹھیک ہے اور جو کچھ ادب و تعظیم کرے وہ سب بجا ہے۔ اور جو معشوق عاشق کی نسبت کہے وہ مقام رضا و تسلیم ہے عاشق کو چارہ نہیں۔

عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک شرک اور اپنا فراق ہے۔

مذہب عشق میں کفر اسلام ہے۔

Scanned with CamScanner

عاشقی ایک علامت ہے دین ودنیا سے گزر جانا اور اور فراق میں مر جانا اور اسی فراق میں تو مزا ہے ورنہ پھر کچھ نہیں۔ معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب ہی کرنا تو رحم و فضل ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

معرفت کسی چیز نہیں محض وہبی ہے جس کو خداوند کریم اپنی مغفرت بخشے کسی کا اس میں اجارہ نہیں۔

عشق کی الٹی چال ہے جس کو وہ پیار کرتا ہے۔ اسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے۔

عاشقوں کے نزدیک شیطان نہیں آتا ہے۔

جس نے اپنے کو قربان نہ کیا وہ عاشق نہیں۔ لیلیٰ کے ہزاروں اور یوسف علیہ السلام کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر یہ مجنوں اور زلیخا کا ہی حصہ تھا بس جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔

عاشق کی دین ودنیا دونوں خراب ہیں۔

عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اس کا حشر نشر قیامت ودوزخ و بہشت ہے بلکہ کثرت جذب میں خود وہی ہو جاتا ہے۔

جسے عشق و محبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے۔

فرمایا آپ نے بجواب ان چار مسئلوں کے جو چار مولویوں نے آکر جناب امام الاولیاء سے پوچھے تھے کہ حج اور زکوٰۃ اس پر کب فرض ہے جو کچھ نہیں رکھتا۔ خدا نے جس قرآن میں کرنے کو فرمایا ہے اسی قرآن میں منع بھی کیا ہے باقی نماز روزہ اگر تم شراب مجازی کے قائل ہو تو لامحالہ اس شراب حقیقی کے سکر کے بدرجہ اتم قائل ہونا ہوگا پھر کب سکر میں نماز روزہ ہے۔ جب عاشق سکر سے خالی نہیں تو اس کی مستی اس عالم میں کب دفع ہوتی ہے کہ وہ وقت نماز کا پاوے اور معشوق اس کو کب چھوڑتا ہے کہ وہ نماز پڑھے باقی اور یہ سب انتظام ظاہری ہے۔ اس کا عشق سے تعلق نہیں۔

"لاالہ الا اللہ" زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور کسب کرنا یہ اور بات ہے بے دیکھے کسی چیز کا

Scanned with CamScanner

خیال کرنا محال ہے۔ دیکھ کر عاشق ہونا ممکن ہے۔ اور جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو اس کی ہر سانس معشوق کی یاد سے خالی نہیں جاتی۔ عاشق کی سانس بلا کسب و ذکر عبادت ہے۔ عاشق غافل نہیں سمجھا جا سکتا۔ عاشق کی یہی نماز ہے اور یہی روزہ۔

جس کو سب شیطان کہتے ہیں اس راہ میں دوست بن جاتا ہے۔ دشمنی نہیں کر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس چرواہے کو اپنی شریعت کی تعلیم کی بنا پر منع کیا تھا سو ناپسندیدہ ہوا۔ اور اس کا وہی خلاف شرع کرنا پسندیدہ ہوا اس کو دل سے تعلق تھا۔

خیال میں معشوق کی صورت نقش کرنا چاہیے جو صورت نقش ہو گئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بلکہ اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے کل نفس ذائقة الموت فرمایا ہے۔ کل روح نہیں کہا یہ نکتہ خاص ہے۔

علماء ظاہری کا عجب مذہب ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے اس کو تو کافر کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہی مومن کہلائے۔ رہا یہ کہ کس کو دیکھا سو یہ نکتہ ہے بے عنایت مرشد غیر ممکن ہے تصدیق اسی کا نام ہے۔" (عین الیقین)

"ایک شخص نے جناب ممدوح سے لکھنؤ میں عرض کیا کہ میں نے تمام عمر لغویات میں ضائع کی اور جوانی کے ایام میں بہت ناشائستہ حرکتیں کیں اب سوائے حسرت اور اشک ندامت کچھ نہیں۔ خدا کے لئے دعا فرمایئے اور مجھے راہ راست دکھا دیجئے۔ حضور انور نے فرمایا۔ عشق کے کھیل کھیلو اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ عشق کیا چیز ہے اور عاشق کون ہوتا ہے۔ اگر عشق کا مطلب عورتوں سے اور مردوں سے محبت کا نام ہے تو یہ تو میں نے بارہا کیا ہے مگر سوائے دنیا اور آخرت کے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر تم عشق ہی کو نہیں جانتے تو عشق بازی کیسے کر سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اسی لئے میں پریشان ہوں اور اس کا کوئی علاج نہیں جانتا۔ حضور انور نے اس پر ارشاد فرمایا کہ "عشق" تین حرف سے مرکب ہے 'ع' 'ش' 'ق'۔ 'ع'، سے اشارہ ہے، عبادت ظاہری اور باطنی کرو اور۔ 'ش'، سے یہ اشارہ ہے کہ کمال ذوق شوق سے شرع شریف کی پابندی کرو اور۔ 'ق'، سے یہ مطلب

ہے کہ صدق کے ساتھ نفس کو قربان کردو۔"

اے بھائی عشق ایک بے مثال معشوق ہے اور محبت محبوب یکتا کا اثر ہے جو شخص ایسا عشق اختیار کرتا ہے وہ عشق کی زنجیروں میں منسلک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ مخدوم قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس اللہ العزیز کے ملفوظات کا مطالعہ کرو۔ جس میں یہ تحریر ہے کہ جناب رابعہ بصری علیہ الرحمتہ و حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ و حضرت مالک دینار علیہ الرحمتہ و حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمتہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمتہ نے کہا کہ "اگر معشوق عاشق کو کسی بلا میں مبتلا کردے تو عاشق اپنی جان پر کھیل جائے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ عاشق کی جفا کا کوئی اثر معشوق پر نہ ہو اور تیسرے بزرگ نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کے ٹکڑے ٹکڑے کردے تو لب نہ کھولے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے اور عشق سے منہ نہ پھیرے۔ جنابہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ نے تینوں حضرات کے جوابات سنے تو سر ہلایا۔ یعنی ان حضرات کی باتوں سے اتفاق نہ کیا۔ پس تینوں حضرات نے ان سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا" عاشق وہ ہے جو اپنی ہستی سے گزر جائے اور مردے کی طرح ہو جائے اور خود کو بالکل زندہ نہ سمجھے۔ ابتدائے عشق اتباع شرع شریف ہے اور اپنے نفس کثیف سے علیحدہ ہو جائے۔ یہی نکتہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عشق کے ابتداء میں عین ہے اور شرع کے آخر میں عین ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شرع شریف کی پوری پابندی نہ کرے اور اس کو انجام تک نہ پہنچادے۔ وہ بارگاہ عشق میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور معشوق کی آنکھ میں اس کی کچھ وقعت نہ ہو گی۔ اور انتہا یہ کہ معشوق کے رتبہ تک پہنچ جائے اور عاشق معشوق کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اور سرکار عالم پناہ نے یہ بیان کر کے اس شخص سے فرمایا چند دنوں اہل دل اصحاب کی صحبت میں بیٹھو۔ "(ترجمہ تحفتہ الاصفیاء)

ایک دن حکیم وارثی رحمتہ اللہ علیہ عبدالاحد شاہ کو حضرت امام الاولیاء (سرکار وارث پاک) کے ہمراہ بسرائچ جانے کا اتفاق ہوا۔ حضور انور کے مریدین و معتقدین جمع ہو گئے اور گانے والے بھی اس محفل میں آگئے کہ ناگاہ ایک حسین عورت میرے پاس آئی اور اس نے

Scanned with CamScanner

میرا بوسہ لے لیا۔ میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ سرکار عالم پناہ کے ایک خادم صاحب میرے پاس فوراً آئے اور فرمایا کہ حضور سلطان الاولیا نے یاد فرمایا ہے۔ میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا حکیم جی حکیم جی ایک عورت تھی کہ اس نے عاشق کے چہرے پر ایک ایسی چیز دیکھی کہ اس کے ہوش جاتے رہے اور اس نے عاشق کا بوسہ لے لیا۔ بس اس سے کیا ہوتا ہے۔ عاشق کا دل ایک ایسا دریا ہے کہ اس کا کنارہ نہیں ہے۔ اس میں پاکی وناپاکی وگناہ وثواب کا اثر نہیں ہوتا۔ بس اب جا۔ جب میں باہر آیا تو اس عورت سے کہا کہ پھر بوسہ لے۔ اس نے کہا اب وہ شان ہی نہیں ہے۔ جو کہ میں نے دیکھی تھی مجھے اس پر حسرت ہی رہی کہ کاش اس وقت وہ نظر ہوتی کہ میں آپ کو خود دیکھ لیتا۔" (ترجمہ: رسالہ فسانہ تحیر وارثی)

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت سید السادات شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی رحمتہ اللہ علیہ کی کمر شریف سے پنجہ نکل گیا تھا مگر یہ بات کچھ سمجھ میں نہ آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری کمر میں ایک مضبوط چادر باندھو۔ تعمیل ارشاد کی گئی۔ اور چادر کو کھینچا گیا تو ہدھا ہدھایا پنجہ نکل آیا۔ اس پر سب حاضرین متعجب ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ لکڑی سے ہدھا ہدھا یا رومال نکل آیا یہ لکڑی حضور کے دست مبارک میں تھی۔

حضور انور نے حضرت سید شاہ عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے واقعہ کے مشتبہ بیانات سن کر ارشاد فرمایا یہ کیا ہرزہ سرائی ہے۔ عشاق کو اللہ کی طرف سے ہر حال میں ایک حال ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز سے اور ہر مخلوق سے جو چاہیں کرادیں۔ تمام صفات عشق ذات میں فنا ہو جاتی ہیں۔ اس میں گم ہو جانے کو ہی وصال کہتے ہیں اور خودی میں نہ رہنا ہی کمال ہے۔ عشاق جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب آفتاب فلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے مخلوق کی نگاہ سے کالعدم ہو جاتے ہیں جس طرح کواکب کا وجود آسمان پر ہے۔ اسی طرح عشاق کا وجود معشوق میں ہے بجوائے من کان اللہ کان اللہ (جو اللہ کا ہوا، اللہ اس کا ہوا) عاشق معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں تعجب کی کون سی بات ہے کہ وہ آفتاب حقیقی تمام انوار واوصاف عشاق کو اپنے جذب میں لے لے۔" (مشکوۃ حقانیہ)

Scanned with CamScanner

"عاشق خیال یار میں خاموش رہتا ہے۔"
محب کی زبان میں محبت قفل لگا دیتی ہے کہ اسرار حقیقت کا اظہار نہ کرے۔
انسان محبت میں گونگا بہرہ ہو جاتا ہے۔
مشرب عشق میں ایک صورت کے سوا دوسری صورت دیکھنا شرک ہے۔"
(سمع الحارث)

پیرو مرید

☆ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے۔
☆ پیر کی محبت مرید کا دین ہے۔
☆ جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے
☆ پیر ہمہ وقت مرید کا کفیل ہوتا ہے۔
☆ مرید صادق وہ ہے کہ جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے۔
☆ جس کا پیر نہیں اس کا دین نہیں۔
☆ مرید کی کامیابی پیر کی عنایت پر موقوف ہے۔
☆ جس مرید کو اپنے ہر اعتقاد سے زیادہ پیر سے عقیدت ہوتی ہے اس کا پیر غیبت میں اس کا محافظ ہوتا ہے۔

مرید کو وہی ارادہ کرنا چاہیے جو پیر کا اشارہ ہو۔
مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے۔ اُس کو شفا جلد ہوتی ہے۔ مرید وہ ہے جو باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت کو مقدم جانے اور پیر وہ ہے جو صلبی اولاد سے قلبی اولاد پر زیادہ مہربان ہو۔
مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب اور جو قائم رہا وہ کامیاب ہوا۔

Scanned with CamScanner

فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو۔

مرید کے واسطے پہلی شرط یہ ہے کہ جو حدود پیر نے اس کے لئے تجویز کیے ہیں اس کے باہر قدم نہ رکھے۔

مرید کو خودبینی مراد سے محجوب رکھتی ہے۔

مرید صادق وہ ہے جو پیر کے سامنے اپنی معلومات کو بھول جائے پیر کی خوشی کے سوا مرید کی کوئی خواہش نہ ہو۔

مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اسی قطرہ کو سب دریا کہتے ہیں۔

جو مرید صدق وارادت سے اپنے افعال میں پیر کی موافقت کرتا ہے اس کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ حاجی اوگھٹ شاہ وارثی نے حضور قبلہ عالم کو مخاطب دیکھ کر عرض کیا کہ حضرات صوفیائے کرام کے تذکروں میں منقول ہے کہ مشائخین عظام کا اتفاق ہے کہ مرتبہ فنا تین مدارج پر منقسم ہے اول فنافی الشیخ، دوئم فنافی الرسول، سوئم فنافی اللہ اور ہر درجہ اپنے پہلے درجہ سے فوقیت رکھتا ہے۔ اور سالکین باتمکین ہر سہ مدارج کو یکے بعد دیگرے بتدریج طے فرماتے ہیں اور بعد حصول فنافی اللہ وہ صاحب مقام فنائے کامل سمجھے جاتے ہیں۔ اور مسلمہ ہے کہ فنا کے لغوی معنی مٹ جانا ہے۔ لہٰذا یہاں تک ممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے کہ سالک راہ طریقت تقرب حضرت احدیت جل جلالہ کے شوق میں بکمال جدوجہد مرشد کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو نیست نابود کرتے ہیں اور پیر کی عنایت سے وہ خوش نصیب فنافی الشیخ ہو کر پہلا درجہ فنا کا حاصل کرتے ہیں۔

لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ وہی طالب جس کا پیر کی عنایت اور توجہ سے وجود کالعدم ہو چکا اور وہ پیر کے عین ہو گیا اور جس پر صاحب ہستی ہونے کا اطلاق نہ رہا تو پھر وہی فنا شدہ طالب دوسرے اور تیسرے درجہ فنا کے واسطے متکرر فانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا اس کی فنا پذیر ہستی میں فنافی الرسول اور فنافی اللہ ہونے کے لئے وجود موہوم عود کر آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضور قبلہ عالم نے متبسم لبوں سے فرمایا کہ اسی قدر سمجھ لینا کافی ہے۔ کہ مرید صادق الارادت اپنی ہستی کو جب پیر کی ہستی کے سامنے فنا کرتا ہے۔ اور اس کو فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسی کے ساتھ دوسرا اور تیسرا مرتبہ بھی طے ہو جاتا ہے۔ یعنی پیر ہی کی شکل میں اس کو فنافی الرسول اور فنافی اللہ کا مرتبہ مل جاتا ہے جیسا کہ مولانا علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

چونکہ ذات پیر را کردی قبول
ہم خدا اور ذاتش آمد ہم رسول ﷺ
(سعی الحارث)

"مرید کو اپنا یقین کامل کرنا چاہئے۔ مرید ہو تو خاک کے ڈھیر سے بھی حاصل کر سکتا ہے خاندان قادریہ کے مریدوں پر جادو ٹونے کا اثر نہیں ہوتا۔

وہ مرید کیا جو پیر کو جانچ کر مرید نہ ہو۔ اور وہ پیر کیا جو وقت پر کام نہ آوے۔ وہ پیر تو مثل اس درد کے ہے جو تکلیف دہ ہوتا ہے۔

حضرت مقصود علی شاہ جہاں پوری رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ ناصر الدین چشتی صابری فیروز آبادی چودھری خدا بخش مرحوم ورائی سے اپنا چشم دید یہ بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بارگاہ وارثی میں بمقام شکوہ آباد حاضر ہوا تو اس وقت مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مرید ہو رہا ہے۔ میں باہر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ باہر تشریف لئے جاتے ہیں۔ میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مگر وہ بہت جلد چلے گئے۔ ادھر خادم نے مجھ سے کہا اندر چلئے حضرت طلب فرماتے ہیں۔ مجھے حیرت تھی کہ میں نے ابھی باہر جاتے دیکھا ہے۔ اسی حیرت واستعجاب کی حالت میں خدمت عالی میں حاضر ہوا تو آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا "ابھی ایک شخص مرید ہو کر باہر گیا ہے۔ جو شخص ہم سے مرید ہوتا ہے ہم اسے اپنا سا بنا لیتے ہیں۔ پھر اس کا فعل اور اس کی قسمت ہے جو صورت چاہے اختیار کرلے۔

Scanned with CamScanner

تعارف

"حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی کا بیان ہے کہ ایک پنجابی درویش جس کا سنیاسی قسم کا لباس تھا۔ در دولت پر حاضر ہوئے اور میرے بستر کے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے کہا سادھو جی کہاں استھان ہے اور کس تلاش میں آئے ہو انھوں نے کہا بابا امرت سر سے آتا ہوں۔ اور بارہ سال سے اس جستجو میں ہوں کہ کوئی نرائن کا سیوک یہ بتادے کہ نرنکار ہمارے شریر کے اندر ہے یا باہر۔ بہت مہاتماؤں نے سمجھایا مگر تسکین میری نہ ہوئی جب حاجی صاحب بابا کا نام سنا تو اسی خیال سے بھکاری بن کر آیا ہوں کہ اگر گروجی نے کرپا کی تو میری گانٹھ کھل جائے گی۔ میں ان کو اندر لے گیا تو اتفاق سے حضور قبلہ عالم کا بستر صحن میں تھا اور آپ کھڑے تھے۔ وہ سادھو جب دروازہ میں داخل ہوا اور جناب والا کی خدانما صورت دیکھی تو اسی مقام پر وہ زمین بوس ہوا اور خاص کیفیت کے عالم میں افتاں و خیزاں قریب جا کر پاؤں پر سر رکھ دیا۔ سرکار عالم پناہ نے مجھے حکم دیا ان کو ٹھہراؤ اور ان کے کھانے کا انتظام کر دینا۔

باہر آکر میں نے کہا سادھو جی تم نے کچھ دریافت کیا۔ وہ آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ بغیر دریافت کے جواب مل گیا۔ جس وقت دروازہ کھلا تو میں نے بابا کی صورت ایک جوت دھرتی سے آکاش تک دیکھی اور جب گروجی کے چرنوں میں سر دیا تو چشم بشری پایا بس میری تسکین ہو گئی اور جو آج تک نہ سمجھا تھا وہ سمجھ گیا۔" (رشحات الانس)

"کسی مذہب کو برا نہ کہو کہ اس کے ملنے کے راستے بے شمار ہیں۔ اپنی بھلائی چھپاؤ اور کسی کی برائی نہ دیکھو۔"

عمداً کسی کی حق تلفی کرنا وہ گناہ ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔ انسان کو چاہئے کہ زمین کی خاصیت اختیار کرے کہ سب کا بوجھ اٹھائے اور اپنا بار کسی پر نہ ڈالے۔

ایک تہبند پوش حلقہ بگوش نے عرض کیا کہ حسب ہدایت آخر شب میں ذکر کرتا ہوں۔ مگر یکسوئی نہیں ہوتی۔ تمنا ہے کہ طبیعت گداز ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ کسی کو برا نہ سمجھو۔ محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو عاشق دیکھے وہ اچھی معلوم ہو۔ جیسا کہ مجنوں لیلیٰ

کی نسبت سے سگ لیلیٰ کو پیار کرتا تھا۔ تم بھی خالق کی نسبت سے اگر مخلوق کو اچھی نظروں سے دیکھو گے تو قلب کے حالت متبدل ہو جائے گی۔

قرض لینا انسان کے وقار کو ضائع کرتا ہے۔ قرض دو تو طلب نہ کرو۔ واپس لینے کی نیت سے قرض دینا محبت قطع کرتا ہے۔

شریعت اور طریقت میں خود بینی فنافی آداب عبدیت ہے۔ خدا اس وقت ملے گا۔ جب من و تو کا جھگڑا چھوڑ دو گے۔

جس نے حق کو دیکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے خلق کو دیکھا وہ خراب ہوا۔

خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے اور مقصود سے دور رکھتی ہے۔

مرید میں جب تک خودی رہے گی پیر سے دور رہے گا۔

گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔" (سعی الحارث)

"پیر بہت ہیں مگر مرید مشکل سے ملتا ہے۔"

پیروں کو رسمی مرید بہت ملتے ہیں مگر مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے حضرت خواجہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ علاؤالدین صابر رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شمس رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت محبوب الٰہی کو حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مخدوم بہاری رحمتہ اللہ علیہ کو مولانا مظفر رحمتہ اللہ علیہ۔

مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوا کرتا ہے۔ مرید ہونا چاہئے۔ مرید ہو تو پیر کے سینہ پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

"فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کے دل کی مراد اس کا پیر ہو۔

اپنے احسان کا ذکر کرنا احسان کے فائدے کو مٹاتا ہے۔

جو پیر کے صفات کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کو آخر میں ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔" (سعی الحارث)

Scanned with CamScanner

فقیر

حسب ذیل ارشادات سرکار وارث پاک برائے فقرائے وارثی ہیں۔ حضور کے حلقہ بگوشوں میں ایک ممتاز گروہ تہبند پوشوں کا ہے جو بلحاظ ارادت جمیع غلامان وارثی مذکور کی تعمیل میں بغیر کسی افتراق کے شریک ہیں۔ اس خرقہ پوش جماعت کے لئے بعض قیود و شرائط مخصوص بھی ہیں۔ لہٰذا اس عنوان کے تحت احکام تحریر کروں گا جن کی تعمیل کے لئے وہی ارادت مند مکلّف ہیں جو بارگاہ وارثی کے فقیر تہبند پوش ہیں۔ اس کے علاوہ میں وہی فرمان وارثی نقل کروں گا جن کو کلیتاً تعمیم کا مرتبہ حاصل ہے اور بغیر کسی فرق و امتیاز کے جن کی تعمیل جملہ فقرائے وارثی کے مشربی دستور العمل کا خلاصہ روز قانون مسلک کا ایک نمونہ سمجھا جائے۔ ان ارشادات سے اس کا خوبی علم ہو جائے گا کہ سرکار عالم پناہ نے اپنے فقراء کے واسطے کیا شرائط اور قیود مقرر فرمائے جن میں بعض جزو مسلک ہیں اور بعض عین مسلک اور جب فقراء وارثی کے حقیقی مذاق سے ناظرین کو واقفیت ہو جائے گی تو وہ وارثی نما حضرات کے دام تزویر سے محفوظ رہیں گے اور کسی خود رو درویش کے دام میں نہ آئیں گے۔ کیونکہ مشرب فقراء وارثی کے معیار سے آگاہ ہونے کے بعد ارباب حق و صاحب باطن کی شناخت آسان ہو جائے گی۔"

(حیات وارث)

"دنیا کا مال و اسباب جمع کرنا فقیر کے واسطے حرام ہے۔"

فقیر کو چاہئے کہ خدا کے واسطے جان دیدے اور دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے۔

فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

فقیر وہ ہے جو اکنگ رہے۔

فقیر وہ ہے جو سوائے خدا کے کسی پر بھروسا نہ کرے۔

فقیر وہ ہے جو کل کے واسطے جمع نہ کرے۔

غیر اللہ سے استعانت فقر کے منافی ہے۔

وہ فقیر ناقص ہے جو کسی چیز کو اپنی ملک سمجھے۔

Scanned with CamScanner

فقیر وہ ہے جو ماسوائے اللہ سے مستغنی ہو۔

جس نے کسب و اسباب کو سبب معاش بنایا وہ فقیر نہیں۔

فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ آزاد و بے غرض ہے۔

فقیر کو چاہیے کہ مصیبت پڑے تو گھبرائے نہیں۔

فقیر کو چاہئے کہ تکلیف کی شکایت نہ کرے کیونکہ تکلیف اور آرام اللہ کی جانب سے ہے۔ پھر شکایت کس سے کرو گے۔ فقیر وہ ہے جو خدا کی محبت میں مٹ جائے۔

جس کے پاس دنیا و آخرت کا سرمایہ نہ ہو وہ فقیر ہے۔

فقیر وضع کا پابند ہوتا ہے۔

جس نے حق کو پکڑا وہ کامیاب ہوا اور جس نے خلق پر بھروسا کیا وہ خراب ہوا۔

فقیر وہ ہے جس کے دل میں غیر کا خیال نہ آئے۔

دنیا سے انقطاع قطعی کو فقر اور ماسوا سے مستغنی ہونے والے کو فقیر کہتے ہیں۔

فقیر کو نہ دوست کے واسطے دعا کرنا چاہئے اور نہ دشمن کے واسطے بد دعا۔

فقیر کو چاہئے کہ گنڈا تعویذ نہ کرے کیونکہ رضا کے خلاف ہے۔

کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔

فقیر اسی پر قناعت کرتا ہے جو بے طلب غیب سے اس کو پہنچے۔

جو رزق جس کی قسمت کا ہے اس کو ضرور پہنچتا ہے۔

فقیر تصدیق کے بعد مستغنی ہوتا ہے۔

اہل تصدیق کسب نہیں کرتے۔

تصدیق میں ایمان ہے جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان ناقص ہے۔

جس کو کسب پر بھروسا ہے اس کو تصدیق ہونا محال ہے۔

مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

سات روز کا بھی فاقہ ہو تو زبان شکایت سے آشنا نہ ہو۔

جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا اور سمجھتا ہے کہ جو میری قسمت کا ہے ملے

Scanned with CamScanner

گا۔ فقیر کو چاہئے کہ اللہ سے بھی نہ مانگے کیا وہ جانتا نہیں کہ جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

فقیر وہ ہے جو لا طمع ہو اور رضا و تسلیم پر قائم ہے۔

فقیر خدا کا عاشق ہے اور عاشق کو چاہیے کہ وہی کرے جو معشوق کی رضا ہو نہ مانگے اور نہ انکار کرے اسی کا نام رضا و تسلیم ہے۔

ہم لنگوٹ بند ہیں۔ (یعنی مجرد ہیں سرکار نے اپنے تہبند پوشوں کو تجرید کا حکم دیا ہے۔)

لنگوٹ بند اس کو کہتے ہیں جو دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بہن سمجھے۔

تخت، پلنگ، مونڈھے، کرسی پر نہ بیٹھنا۔

انسان کا خمیر خاک سے ہوا اور خاک ہی میں اس کو ملنا ہے تو فقیر کو لازم ہے کہ انجام کو دیکھے اور زمین کو اپنا بستر بنائے۔

مونڈھے، کرسی پر بیٹھنے سے رعونت کو تحریک ہوتی ہے۔

فقیر ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں۔

زمین پر بیٹھنا خاکساری کی دلیل ہے۔

جن کا ذکر دائی ہوتا ہے وہ زمین پر سوتے ہیں۔

زمین پر سونا اور بیٹھنا ہمارے دادا کی سنت ہے۔" (سعی الحارث)

"اکثر سرکار عالم پناہ نے تہبند کی حقیقت سے اپنے فقیروں کو آگاہ کیا ہے اور بہ تصریح ارشاد فرمایا "یہ کفن ہے"۔

فقیر کم اور مشائخین زیادہ ہوتے ہیں۔

جس طرح مردے کو اسباب دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسی طرح فقیر کو چاہئے کہ دنیا اور اسباب دنیا سے سروکار نہ رکھے۔

فقیر مر جائے تو اسی تہبند میں لپیٹ کر دفن کر دو یہی اس کا کفن ہے۔

فقیر کا جہاں انتقال ہو وہیں دفن کر دے اور مجبوری سے دوسری جگہ دفن کرنا ہو تو پلنگ پر نہ لے جائے اور کفن میں تہبند دے کر دفن کرے۔

Scanned with CamScanner

محبت کرو کسب سے کچھ نہیں ہوتا۔

محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ نہیں

جو خدا کو پہچانتے ہیں وہ بندوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

تصدیق ہی ایمان ہے۔ جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان کمزور ہے۔

کسب پر بھروسا رہے گا تو تصدیق ہونا محال ہے۔

ہماری منزل عشق ہے۔

ہماری تسلیم و رضا کی منزل ہے جو خاص اہل بیت کے گھر کی چیز ہے۔

فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے اور عاشق کو چاہئے وہی کرے جو معشوق کی مرضی ہو نہ اس سے مانگے نہ انکار کرے اسی کا نام تسلیم و رضا ہے۔

فقیر وہ ہے جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے۔ عرض کیا گیا کس سے سانس خالی نہ جائے۔ تو فرمایا ”اللہ سے۔“

فقیر کو چاہئے کہ جورو بچوں کی محبت میں نہ پھنسے۔

زن۔ زمین، زر میں جھگڑا ہے ان کو چھوڑے تو آزاد ہو۔

عورت فساد کا گھر ہے۔

حضور کا حکم عام تھا کہ بوقت تہبند پوشی طالب فقر کے قدیم لباس کے ساتھ اس کی ٹوپی اور جوتا خیرات کر دیا جائے۔

ٹوپی اور جوتا فقط آرام کے لئے پہنتے ہیں۔ فقیر کو آرام تکلیف برابر ہے۔ ٹوپی اور جوتہ جس طرح دنیادار کے لئے ضروری ہے اسی طرح فقیر کے لئے جھگڑا ہے۔

ادب یہ ہے کہ راہ طلب میں فقیر ننگے سر اور ننگے پاؤں ہو۔

فقیر کو زینت سے کیا کام۔

ہم نے ٹوپی بھی دے دی اور جوتا بھی پھینک دیا۔

فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں۔

فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو وہ فقیر ہے۔

Scanned with CamScanner

ہم نے کبھی تکیہ نہیں رکھا۔" (منہاج العشقیہ)

"فقیری میں سب سلسلے ایک ہیں دوئی نہیں۔"

"سرکار عالم پناہ نے بر سبیل تذکرہ لنگوٹ بند کی یہ تعریف فرمائی "لنگوٹ بند وہ ہے جو تمام عورتوں کو اپنی ماں اور بہن کے مثل جانتا ہے اسی طرح خواب میں بھی وہ کسی عورت کو نفسانی خواہش کے ساتھ نہ دیکھے۔

فقیر کو کسی سے ناراض نہ ہونا چاہئے اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

فقیر کو بے لاگ رہنا چاہئے۔

فقیر کو سوال حرام ہے۔

ایک مرتبہ نادر حسین وارثی نگرامی سے فرمایا "بڑی فقیری ہے کہ دس آدمیوں کو روٹی دے کر کھائے۔

مقام حیرت میں فقراء برسوں پڑے رہے ہیں۔

فقراء غیر مکلف ہے اور دنیادار مکلف ہیں۔

بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ ہرگز نہ پھیلے بالکل لا طمع ہو کر رہے اور تسلیم و رضا پر قائم رہے اور گنڈا، تعویز، دعا بد عا وغیرہ بالکل نہ کرے بس یہی فقیری ہے۔

فقیر کا کوئی گھر نہیں ہے اور سب گھر فقیر کے ہیں۔

آپ نے فرمایا "فقیری حصہ پر ہے" سامعین کو تعجب ہوا کہ یہ کیوں ارشاد ہوتا ہے کہ آپ نے خود ہی اس کی صراحت فرمائی اور ارشاد فرمایا "کہ باوجود اقتدار کے ایک عضو مخصوص کو بیکار کر دو اور کام نہ لو۔ شیطان کو بغل میں رکھ کر یاد خدا کرنا بڑا کام ہے۔

از نفس خود سفر کردن بڑی منزل ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

"جب کچھ نہ رہا تو فقیر ہو گئے۔"

"آپ نے کبھی تکیہ رکھنا پسند نہ کیا بلکہ تکیہ کے ذکر سے قطعی نفرت تھی چنانچہ

Scanned with CamScanner

اکثر فرمایا" فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو وہ فقیر ہے۔" یہ بھی فرمایا کہ فاقہ جس طرح نفس کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اسی طرح تکیہ نفس کو آرام پہنچاتا ہے اور مشرب عشق میں نفس کی بیجا خواہش کا پورا کرنا حرام ہے۔ کیوں کہ عشق صادق کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عاشق کی روح بلا نفس رہ جائے۔ اور جب تک اس میں نفس ہے وہ عشق الٰہی کا مزا نہیں چکھ سکتا۔ تکیہ رکھنے سے غفلت بڑھتی ہے اور عاشق کی عبادت یہ ہے کہ اس کی ہر سانس غفلت سے پاک ہو۔ اسباب آرام و آسائش کے جھگڑے میں انسان عہد میثاق کو بھول جاتا ہے۔ فقیر آرام طلب منزل مقصود سے دور رہتا ہے۔ جو دنیا کے انتظام میں پھنسا ہے۔ اس کے دل میں محبت الٰہی کی جگہ نہیں رہتی بے انتظامی تو عشق کا پیش خیمہ ہے۔

فقیر جناب شیر خدا ؓ کا غلام ہے۔

فقیر نہ دوست کے واسطے دعا کرتا ہے اور نہ دشمن کے لئے بد دعا، کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے یہ سب ان کا کرتوت ہے جس کا ہر چیز میں جلوہ ہے۔

فقیر وہ ہے جو کل کے واسطے نہ رکھے اور قلب مطمئن رہے کیوں کہ حرص دریوزہ ایسی بے ادبی ہے جو متوکلین کو عطیات الٰہی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیتی ہے۔

یہ مسلمہ ہے کہ جس طرح تواضع عقلاً و نقلاً محمود صفت ہے اور یوں تو عموماً ہر شخص کے لئے فروتنی اچھی ہوتی ہے مگر خصوصاً دولت مندوں کے واسطے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ اسی طرح تکبر ایسی ذلیل اور مذموم خصلت ہے کہ ہمیشہ عوام کی بھی دینی و دنیوی ذلت کا باعث غرور ہوا ہے اور خصوصاً فقیر کے حق میں تکبر نہایت نقصان رساں دشمن ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ کسی نے اپنے ہم عصر کلیم سے یہ سوال کیا کہ آپ جانتے ہیں وہ کون نعمت ہے جس پر کسی کو حسد نہ ہو۔ اور وہ بدترین بلا کون ہے کہ اس بلا پر کسی کو رحم نہ آئے۔ کلیم نے کہا کہ وہ نعمت تواضع ہے اور وہ بلا تکبر ہے۔ اس لئے عام طور پر سب کو اور فقیر کو لازمی ہے کہ زمین کو دیکھے اور آسمان کی طرف سر نہ اٹھائے باخبر فقیر وہ ہے جس کے پس پشت دنیا ہو اور خوف خدا سامنے رہے۔

چولہے چکی کا خیال مردان خدا نہیں کرتے۔

Scanned with CamScanner

ہم نے شادی نہیں کی۔

غلامان خرقہ پوش جو علائق دنیا سے دست بردار ہوئے ان کے حق میں آپ نے تجرید فرمائی اور اپنے خرقہ میں لنگوٹ کو لازمی گردانا جو تجرد کا مخصوص تمغہ ہے۔''

(سعی الحارث)

اکثر خرقہ مرحمت فرماتے وقت حضور انور نے فرمایا ''لو یہی لباس زندگی ہے اور یہی کفن۔''

دنیا فساد کا گھر ہے اور اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔

فقیر کے پاس اہل غرض زیادہ آتے ہیں۔

جس فقیر کا خلق سے سروکار رہا وہ خراب ہوا جس نے حق پر بھروسا کیا وہ کامیاب ہوا۔

خلافت وسجادگی کے انقطاع سے پیری مریدی کی نفی نہیں ہوتی کیوں کہ آپ نے اپنے احرام پوش حلقہ بگوشوں کو بیعت لینے سے منع نہیں فرمایا۔ جن لوگوں کا ایسا خیال ہے وہ حضور انور کی مقدس روحانیت اور باطنی تاثیرات سے لاعلم ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پرنور کے عہد میں بھی آپ کے فقراء عالی اقتدار نے بیعت لی ہے۔ حاجی محمد شاہ وارثی (جو ایک خوش بیان واعظ ہیں) ناقل ہیں کہ مولانا مولوی ہدایت اللہ محدث صورتی کا واقعہ ہے جو انہوں نے خود مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ شاہجہاں پور میں ایک خرقہ پوش وارثی درویش ملے جو بڑے ذاکر وشاغل اہل دل تھے۔ میں نے ان سے ایک مرتبہ کہا کہ اگر تمہارے پیر مل جائیں تو ضرور مرید ہو جاؤں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہی ہاتھ ہے۔ اس کے بعد میرے دل میں خود بخود حضور کی بیعت کا خیال پیدا ہو گیا۔ جب میں دیوہ شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے خود بخود ارشاد فرمایا ''یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ دو نہیں۔'' اس کے بعد میں حضور انور کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔

مسکین شاہ وارثی، یتیم شاہ صاحب وارثی، معصوم شاہ صاحب وارثی دہلوی، قادر شاہ صاحب وارثی بچھرایونی، اور ان حضرات کے علاوہ دیگر فقرائے وارثی حضور کے زمانہ میں

لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔ اور بطور شکایت حضور سے کوئی عرض کرتا کہ یہ حضور کے فلاں فقیر کے مرید ہیں۔ حضور کی موجودگی میں ان کو بیعت لینے کا کیا حق ہے۔ حضور انور ان سے بیعت لے لیں۔ تو آپ ان مریدوں سے فرماتے "سنو، تم ہمارے مرید ہو یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہی ہے ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔ "اور آپ اس بیعت کو قائم رکھتے اور دوبارہ بیعت نہیں لیتے تھے اور اسی بیعت کو جائز رکھتے تھے۔ اس قسم کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح آپ دیگر امور میں ایک خاص شان رکھتے تھے اس مسئلہ میں بھی آپ کا جداگانہ طریق عمل تھا۔ چونکہ ہربات کے کمال پر آپ کی نظر تھی اس لئے خرقہ کا عطا فرمانا گویا روحانیت کے حاصل کرنے کی ترغیب تھی اور اپنی ہستی کو مٹا دینے کی تعلیم وہدایت تھی اور طلب صادق ہے تو حضور انور کی مقدس روحانیت چشم زدن میں نمایاں تغیر پیدا کر دیتی تھی۔

سرکار وارث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا سلسلہ بیعت جاری ہے۔ جو لوگ سرکار عالم پناہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور بیعت کے خواہشمند ہوتے ہیں تو وہ مزار مبارک کی چادر شریف سے بیعت ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر لوگ خرقہ پوش فقرائے وارثی کے ذریعہ سے سرکار عالم پناہ کے حلقہ مریدی میں داخل ہو جاتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔ سرکار وارث پاک کے وصال کے بعد سے اب تک ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہندو، سکھ، عیسائی، مسلمان، پارسی اور یہودی غرض ہر مذہب وملت کے لوگ سلسلہ وارثی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔"

(مشکوٰۃ حقانیہ)

زمانہ حیات سرکار وارث پاک میں جن جن فقراء صاحب سلسلے کے دست گرفتہ طالب یا مرید حضور کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے کبھی اظہار ناخوشی نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ بہ نظر شفقت ان کو دیکھا اور مسرور ہو کر یہ ارشاد فرمایا "سنو سنو تم ہمارے مرید ہو یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہے ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔ جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں، بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے۔" (تعارف)

(نوٹ)

فقرائے احرام پوش کے بھی چند اقسام ہیں۔ چنانچہ ایک وہ ہیں جن کو سرکار سے تہبند مع لنگوٹ مرحمت ہوا اور وہ مکمل قیودات احرام پوشی کے پابند ہیں اور دوسرے وہ جن کو تہبند عنایت ہوا ہے اور متاہل ہیں۔ تیسرے وہ جن کو نصف تہبند مرحمت ہوا اور بقیہ ملبوس ان کا حسب دل خواہ رہا۔ (مرتب)

مولود شریف

"محفل میلاد شریف میں آپ تشریف لے جاتے اور وقت پیدائش آپ قیام فرماتے"

(حیات وارث)

"میلاد خیر العباد حضرت سید عالم فخر بنی آدم رسول اکرم ﷺ کا خاص شوق تھا اور حضور پرنور زمانہ شباب میں بہت زیادہ شرکت فرماتے تھے بعد ختم پنج آیات خود بھی پڑھتے اور محفل میں جو حافظ و قاری حاضر ہوتے تھے ان سے بھی پڑھواتے تھے۔ محفل میں میلاد شریف میں فضائل درود شریف معجزات اور حالات ولادت باسعادت وذکر معراج شریف وغیرہ اور جو محبت کے متعلق بیانات ہیں حضور انور کی روبرو پڑھے جاتے تھے۔ صحیح و مستند حالات سماعت فرماتے تھے اور قیام نہایت ادب واحترام سے کرتے تھے اس تقریب پر بہت اظہار مسرت فرماتے تھے، حضور انور کی جانب سے اکثر محفل میلاد شریف ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا مولوی سید شاہ محمد علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مسند آرائے کچھوچھہ شریف لکھتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب قبلہ نے ترک سفر فرمانے کے بعد دیوہ شریف میں اقامت فرمائی تو آپ کی رحلت سے چند سال قبل محض بغرض ملاقات میں نے دیوہ شریف کا قصد کیا۔ میرے پہنچنے سے ایک روز قبل آپ نے شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت صاحب سے ارشاد فرمایا کہ شیرینی تیار کراؤ کل میلاد شریف ہوگا۔ چنانچہ دوسرے دن دس بجے دن کو میں پہنچا تو شاہ فضل حسین صاحب کے پاس مقیم ہوا۔ شاہ فضل حسین صاحب نے اثنائے گفتگو میں تذکرہ کیا کہ آپ نے

Scanned with CamScanner

حضرت قبلہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی ہوگی جو مولود شریف کے لئے مٹھائی تیار کرار کھی ہے۔ میں نے کہا اولیا اللہ کے دل روشن ہوتے ہیں۔ ان کو اپنی روشن ضمیری سے میرے آنے کا حال معلوم تھا اس روز بھی محفل میلاد منعقد ہوئی۔ اور شب کو پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل پھر شاہ صاحب سے مولود شریف پڑھواؤ۔ چنانچہ شیرینی تیار ہوئی اور دوسرے روز بھی محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اور دوسرے روز بعد ختم میلاد شریف میں ان سے رخصت ہوا۔ (مشکوٰۃ حقانیہ)

محرّم شریف

"ایک مرتبہ محرم الحرام میں حضور فتح پور (ضلع بارہ بنکی) میں تھے عشرہ کے دن صبح کو میرے خالہ زاد بھائی حکیم ابراہیم صاحب سے کہا کہ ہم زیارت کو چلیں گے۔ وہ ساتھ ہو لئے سرائے میں جا کر ایک دالان کے سامنے حضرت کھڑے ہو گئے۔ حکیم ابراہیم حضرت کے پیچھے کھڑے رہے۔ جب علم یا تعزیہ آتا تو حضرت سلام کرتے اس وقت حضرت کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوتے تھے۔

تا اختتام عشرہ محرم نیا تہبند، رضائی و دلائی غرض کے نیا کپڑا آپ نہیں پہنتے، مجلس محرم میں آپ شرکت فرماتے۔ بیان شجاعت آپ مختصر سنتے اور بعد اختتام محفل قل اختصار کے ساتھ ہوتا۔ شب عاشورہ کو زیارت کے واسطے اکثر آپ چوکوں پر تشریف لے جاتے مگر پیادہ پا جاتے۔ تعزیہ یا علم جب سامنے سے گزرتا تو آپ فوراً کھڑے ہو جاتے اور جب تک روپوش نہ ہوتا آپ نہ بیٹھتے تا عشرہ محرم آپ قصہ، غزلیں، قصیدہ کچھ نہیں سنتے، بلکہ دس روز تک یہ مرثیہ میاں رحیم شاہ و دیگر خدام وغیرہ آپ کے سامنے پڑھا کرتے اور آپ سنتے تھے۔ جو مرثیہ پڑھا جاتا تھا اس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

جب مشک بھر کر نہر سے عباسؓ غازی گھر چلے

اکثر آپ بھی اس مرثیہ کو بہت جوش اور شوق سے پڑھتے تھے۔ تا عشرہ محرم روزانہ خیر و خیرات بکثرت ہوا کرتی۔ سبیل اور تقسیم غلہ تمام دن جاری رہتا۔

Scanned with CamScanner

ایک دن ایک صاحب نے عرض خدمت کیا کہ حضور محرم کو لوگ بدعت کہتے ہیں۔ پس آپ نے نہایت غضب اور جلال میں آکر فرمایا کہ یہ سب جھگڑے ہیں۔ لوگ فاتحہ، درود خیرات بند کرانا چاہتے ہیں یہ قیامت تک بند نہ ہوگا۔"

(حیات وارث)

"ماہ محرم شریف میں حضور تعزیہ خانوں میں جاتے تھے اور اب آخر زمانہ میں بھی دیوہ شریف میں چھوٹی بی بی اور گھسیٹے میاں کے تعزیوں میں جاتے تھے کبھی تھوڑی دیر نشست فرماتے اور سامنے کھڑے ہو کر چلے آتے۔

صبح کو کل بستی کے تعزیے آپ کے دروازے پر آتے اس وقت حضور انور باہر تشریف رکھتے اور کھڑے دیکھتے رہتے تھے۔ جب تعزیہ دار تعزیوں کو لے کر چلے جاتے تھے۔ اس وقت حضور انور اندر تشریف لاتے تھے۔ تعزیوں کو دیکھتے وقت حضور انور کی عجیب حالت مشاہدہ میں آتی تھی اور دیر تک حضور انور سکوت کے عالم میں رہتے تھے۔ عشرہ محرم اور چہلم کے روز آستانہ عالیہ پر سبیل رکھی جاتی تھی۔

صاحب تحفۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ حضور انور ابتدائے محرم سے تلاوت قرآن شریف زیادہ فرماتے تھے۔ مگر اب آخری زمانہ میں تو بدرجہ غایت سکوت دیکھا گیا۔

پہلی محرم سے عشرہ محرم تک آپ مرثیے بھی سنتے تھے۔ مگر اہل بیت کرام کی شجاعت اور بہادری کے تذکرے اور صحیح روایات جو مستند ہوتی تھی سماعت فرماتے تھے۔ اگر بین وغیرہ کا کوئی بند پڑھا جاتا تو آپ فرماتے تھے "یہ غلط ہے وہ تو تسلیم و رضا پر قائم تھے۔ ایسا نہیں ہوا۔ یہ روئے رلانے کے لئے بنائے ہیں۔"

حضور انور کو صحت واقعات کا بہت خیال رہتا تھا۔ شیخ علی حسن صاحب متخلص بہ راز سے ایک مرتبہ بعد عشرہ محرم حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے کوئی نوحہ نہیں لکھا۔ انہوں نے دو نوحے اسی دن تصنیف کر کے پیش کیے۔ آپ نے نہایت سکوت سے ان کو سنا اور سننے کے بعد ارشاد فرمایا "یہ خلاف روایت نہیں ہیں۔" آپ ان ہی روایت کو پسند فرماتے تھے۔ جو صحت پر مبنی ہوتی تھیں اور جو مذہباً و شرعاً ممنوع ہیں ان سے احتراز فرماتے۔ اور کوئی فعل ایسا حضور انور کی ذات مجمع الصفات سے ظہور میں نہیں آیا جو خلاف تسلیم و رضا ہو اس کی

ہر حال میں پابندی تھی۔ محرم میں عشرہ تک آپ سماع وغیرہ نہیں سنتے تھے۔ ایک اور خاص حالت رہتی تھی۔"(مشکوٰۃ حقانیہ)

گیارہویں شریف

گیارہویں شریف کی تقریبوں سے بہت شاد ہوتے تھے۔ اور خود بھی آپ کی طرف سے انتظام ہوتا تھا مگر آخر زمانہ میں شرکت کم ہوتی تھی۔ جب کوئی شخص فاتحہ کے لئے شرینی وغیرہ لاتا تھا تو حضور پرنور خود بھی فاتحہ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ گیارہویں شریف کے متعلق استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ مقام "ہوٗ" ایک عجیب مقام ہے (بحساب ابجد) "ہ" کے پانچ اور "واؤ" کے چھ ہوتے ہیں۔ پانچ اور چھ ملا کر گیارہ ہوئے۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی یہی منزل تھی۔ انتہا یہ کہ گیارہویں والے میاں مشہور ہو گئے۔

"جن لوگوں کو خاندان قادریہ سے نسبت ہوتی ہے اس پر جادو اور ٹونے کا اثر نہیں ہوتا۔"(مشکوٰۃ حقانیہ)

ہندوؤں کو توحید کا سبق

جب کوئی ہندو داخل سلسلہ ہوتا تھا تو استغفار کے بعد اقرار اطاعت لے کر یہ ہدایت ضرور فرماتے تھے۔ کہ "پتھر کو نہ پوجو اور جھٹکے کا گوشت نہ کھانا اور برہم پہچانو۔"

بہار کے ایک نہایت قابل پنڈت صاحب کا واقعہ ہے کہ جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے زبان سنسکرت میں دو اشلوک پڑھے، جن میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر تھا۔

حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ "پنڈت جی اس زبانی اقرار کے ساتھ تصدیق بالقلب کی بھی ضرورت ہے جس کے بغیر تمہاری یہ تصنیف بے نمک کا کھانا اور بے سر کی تصویر ہے۔

اور کلیہ یہ ہے کہ تصدیق بغیر محبت کے نہیں ہوتی اور محبت کا خاصہ یہ ہے "تَحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوبُ" (ترجمہ) محبت محبوب کے سوا سب کچھ جلا دیتی ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے

Scanned with CamScanner

کہ جب تک خودی کا خیال اور دوئی کا حجاب حائل ہے خدا کی یکتائی کا یقین کامل اور اس کا عرفان ناممکن ہے۔ تم نے بھگوت گیتا میں پڑھا ہوگا کہ کرشن جی نے ارجن کو سمجھایا تھا کہ انسان کے دل سے دوبدھا کا بدنما خیال مٹ نہیں سکتا جب تک کہ پریم کی لاگ سے برہم کا دھیان مکمل نہ ہو جائے۔

سرکار عالم پناہ نے اس کے بعد فرمایا پنڈت جی خدا اور بندے کے درمیان جو اسرار ہیں اس پر دوبدھا کا پردہ پڑ جانے سے انسان کی آنکھ احول ہو جاتی ہے۔ لیکن اس حجاب کو جب محبت کے ناخن پھاڑتے ہیں تب بندہ اپنی حقیقت سے واقف ہو کر صفات الٰہی کی حقیقی شان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ محبت ہے تو سب کچھ ہے اور محبت نہیں تو کچھ نہیں جیسا کہ مولانا رومؒ نے کہا ہے ؎

از محبت مردہ زندہ می شود

از محبت شاہ بندہ می شود

ایک مرتبہ ایک ہندو رئیس سے فرمایا "محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک صورت کو پکڑ لو۔ وہی تمہارے ساتھ یہاں رہے گی، وہی مرتے وقت وہی قبر میں، وہی حشر میں ساتھ رہے گی۔

"ایک ہندو مرید کی جب بیعت لی تو یہ حکم ہوا کہ پتھر کو پوجو گے تو پتھر ہی دکھائی دے گا اور برہم پہچانو گے تو انوار الٰہی کا مشاہدہ ہوگا۔ اور ہر وقت اسم ذات کی تسبیح پڑھا کرو۔"

اکثر ہندو مریدین کو بھی تصور کی ہدایت ہوئی۔ (سعی الحارث)

یہودیوں کی ارادت

"مدراس سے ایک یہودی ڈاکٹر اور ایک عورت مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو مرید کیا اور فرمایا کہ "اس کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرو کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول اور کلیم تھے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے حبیب اور پیغمبر تھے اور جو چیزیں قرآن میں حرام اور ممنوع ہیں ان سے

پرہیز کرنا اور جو فرض ہیں ان کو بجالانا اور جھوٹ نہ بولنا۔"

ڈاکٹر ہارون صاحب جو بمبئی میں قیام پذیر تھے اور ان کا پیشہ ڈاکٹری تھا۔ جب وہ مرید ہو چکے تو ان سے سرکار عالم پناہ نے فرمایا "نوکری چھوڑ دو اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچاؤ۔ خدا رازق ہے۔ تمہارا حصہ تم کو ضرور ملے گا۔" (سعی الحارث)

پارسیوں کی عقیدت

"ڈاکٹر دوسابھائی پارسی اور ان کے بہن حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ مرید کرنے کے بعد سرکار عالم پناہ نے ان کو یہ ہدایت فرمائی محبت کا تقاضایہ ہے کہ دل ہر وقت یاد محبوب میں مصروف رہے۔ اور ہاتھوں سے دنیا کا کام اس طرح کرو کہ نہ دل کو ہاتھوں سے سروکار ہو اور نہ ہاتھوں کو دل سے تعلق رہے اور اس کی تصدیق ہو کہ خدا ہر ایک تمثیل اور تشبیہ سے مبّرا اور واحد اور قدیم ہے۔ جاؤ خلق کو فائدہ پہنچاؤ۔ ڈاکٹر کی بہن نے عرض کیا۔ میرے پیارے رہنما میرے لئے کیا حکم ہے۔؟ ارشاد ہوا" بجز خدا کے کسی کو معبود نہ جانو اور تم ہر مہینہ کے وسط میں تین روزے رکھا کرو اور جس کو بھوکا دیکھو اس کو کھانا کھلاؤ اور جو پیاسا ہو اس کو پانی پلاؤ۔" ڈاکٹر صاحب موصوف کو اور ان کی بہن دونوں کو استغفار پڑھایا اور داخل سلسلہ فرمایا اور متبسم لبوں سے ارشاد فرمایا "آتش پرستی کر چکے اب تمام عمر محبت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کی تعلق کو جلادیتی ہے۔" (سعی الحارث)

عیسائیوں کا استفادہ

"ایک یورپین رئیس جس کا نام کاؤنٹ گلارزا تھا وہ پیرس سے ایک مترجم کو ہمراہ لے کر دیوہ شریف آیا اور حاضر خدمت ہو کر آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوا۔ اور بعد اقرار بیعت بہ ہزار عجز و نیاز استدعا کی کہ آپ کے توسط سے اسی زندگی میں اور انہیں آنکھوں سے حقیقت صفات صمدیت سے آگاہی اور تجلی انوار حدیث کا مشاہدہ چاہتا ہوں۔

سرکار نے بکمال شفقت اس کی تسکین کی اور تشفی فرمائی اور تبسم کے ساتھ اس طالب خدا کو سینے سے لگایا۔ جب دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو حضور نے مترجم سے فرمایا ان کو سمجھادو

Scanned with CamScanner

کہ "محبت خدا کی قیمت روپیہ اور اشرفی نہیں ہے۔ جو شخص اپنی عاقبت چھوڑتا ہے اس کو خدا ملتا ہے۔ اگر تصدیق ہو تو ہر چیز میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے۔

اس یورپین رئیس نے اپناد تخطی رجسٹری شدہ خط مورخہ ۱۳ ر مئی ۱۹۰۵ء کے آخری حصہ میں اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ کو یہ لکھا ہے "میں آپ سے معانقہ کرتا ہوں اپنے ولی کے حضور میں۔ میں نے ان کو دیکھا کہ دوسرے عالم میں جارہے ہیں اور رحلت کے قریب انہوں نے اپنے وعدے اور میری خواہش کو پورا کر دیا اور مجھ کو اپنے قلب سے توام کر لیا۔" (سعی الحارث)

عجز وانکسار

"ایک مرتبہ جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب حضور کی خدمت میں ایک ایسا آلہ بصورت تھرمامیٹر لائے جس سے غصہ، ذہانت، حافظہ، رنجش، خوشی وغیرہ کا اندازہ ہوتا تھا اس کو مٹھی میں دبایا جاتا تھا اور اس کا پارہ چڑھ جاتا تھا انسان کے مزاج کی حالت معلوم ہوتی تھی۔ وہ شیشہ حضور نے اپنے دست مبارک میں لیا اور حسب معمول پارہ اوپر کو چڑھا۔ اس کے بعد آپ نے رکھ دیا۔ اس کے بعد اکثر لوگوں نے اپنی مٹھی میں لیا۔ جو شخص اس کو لیتا تھا اس کے متعلق حضور سے عرض کیا جاتا تھا کہ اس درجہ کی ذہانت ہے اس درجہ کا غصہ، اس درجہ کا حافظہ ہے۔ اور حضور انور تبسم فرماتے تھے۔ مولوی سید شرف الدین صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ جلدی میں حضور انور کے مزاج کی حالت نہ معلوم ہو سکی۔ چنانچہ مکرر وہ شیشہ حضور کی خدمت عالی میں پیش کیا تو حضور نے سابق کی طرح مٹھی میں دبا لیا لیکن اس کا پارہ یا تیزاب نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی۔ سید صاحب موصوف نے خیال کیا کہ پوری گرمی نہ پہنچی۔ اس لئے انہوں نے اپنے ہاتھ میں حضور کی مٹھی لے کر خود اچھی طرح دبایا مگر وہی حالت رہی اور کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ سب کو حیرت تھی کہ اس کا فعل ساقط ہو گیا۔ یہ کیا بات ہے سب اسی خیال میں تھے کہ حضور نے ایک خاص انداز سے دست مبارک کو جھٹک کر وہ شیشہ رکھ دیا اور زبان مبارک سے صرف اس قدر ارشاد فرمایا "ہم کچھ نہیں ہیں۔"

Scanned with CamScanner

میاں ظہور اشرف صاحب کا ایک مرتبہ حضور انور کے ساتھ ایک تنگ گلی کی طرف سے گزر ہوا۔ ایک کتا آرہا تھا اور قریب تھا کہ حضور انور کے ملبوس مبارک سے اس کا جسم مس ہو جائے کہ آپ نے دامن سمیٹ لیا میاں ظہور اشرف صاحب نے بھی اپنا لباس بچایا۔ آپ نے متبسم ہو کر دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑے کو کیوں بچایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس طرح سے حضور نے کتے کی نجاست کے باعث اپنے احرام شریف کو علیحدہ فرمالیا۔ یہ سن کر حضور انور کی پیشانی مبارک میں کشیدگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ نے اپنے زانوئے مبارک پر دست اطہر کو مار کر فرمایا کہ میں نے اس خیال سے تہبند کو سمیٹ لیا کہ مبادا کتا میرے پیرہن سے ناپاک نہ ہو جائے۔

حضور انور خود نمائی سے سخت متحرز تھے۔ حضور انور کبھی کوئی ایسی بات نہیں فرماتے تھے جس سے آپ کی کرامت یا خرق عادت ظاہر ہو جائے۔ حالانکہ حسب ذیل واقعہ مشہور اور معروف ہے مگر چونکہ خودستائی سے اجتناب تھا اس لئے کبھی کسی کرامت یا خرق عادت وغیرہ کو اپنی طرف نسبت نہیں فرماتے تھے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ لکھنؤ میں نواب نے قوالی بند کر دو اور کہہ دیا کہ اگر قوالی ہو تو کسی کو حال نہ آئے یہ مکر ہے۔ (نواب کا نام یاد نہیں شاید سعادت علی خان تھا) اس حکم سے لکھنؤ میں قوالی قطعاً بند ہو گئی اور کبھی قوالی ہوتی بھی تھی تو کوئی فقیر ڈر کے مارے نہیں جاتا تھا۔ اس زمانہ میں فقیر لکھنؤ میں آیا۔ اس کی مرید نے دعوت کی اس نے کہا جب تک قوالی نہ ہو گی ٹھیک نہیں ہے۔

سب سے کہا بادشاہ کا حکم نہیں ہے۔ فقیر نے کہا حال کا حکم نہیں ہے۔ چنانچہ قوال بلائے گئے۔ بادشاہ کو بھی خبر ہو گئی وہ بادشاہ ایک کرتا پہن کر قوالی میں آبیٹھا۔ قوالی ہو رہی تھی۔ اس فقیر نے قوالوں سے کہا کہ اب یہ شروع کر دو۔

رہے عز و جلال بوتراب فخر انسانی

Scanned with CamScanner

علی مرتضٰی مشکل کشائے شیر یزدانی

جیسے ہی قوالوں نے یہ شعر شروع کیا۔ نواب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بار بار کہنے لگا علی
مرتضٰی مشکل کشائے شیر یزدانی۔" پس وہ فقیر خفا ہو کر محفل سے چلے گئے کہ مکار قوالی بھی
نہیں سننے دیتے۔ ہر چند لوگوں نے اس کو پکڑا، مگر اس کا حال کم نہ ہوا۔ جب فقیر صاحب کی
بہت خوشامد کی گئی تو انہوں نے پانی دیا جو اس کے منہ میں ڈالا گیا اور اسے ہوش آیا۔
پھر نواب نے کہا کہ آج سے ممانعت نہیں ہے۔ یہ حال مکر نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

ذوق سماع

"حضور انور کے ایام طفولیت کی کچھ روایات مشہور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ
آپ کو اجمیر شریف اور شکوہ آباد میں کیفیت ہوئی اور حضور کی کیفیت سے تمام مجلس مست
و مدہوش ہو گئی۔ مگر زمانہ شباب کے بعد کی کوئی ایسی روایت سننے میں نہیں آئی جس سے یہ
معلوم ہو کہ آپ کو سماع میں ایسی کیفیت و حالت ہوئی ہو جسے ظاہر بین نگاہیں وجد و حال سے
تعبیر کریں۔ اب آخر زمانہ میں حضور سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار سیدنا و مولانا
حافظ سید قربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں سماع سنتے تھے اور ایک غزل سن
کر ارشاد فرما دیتے کہ بس۔ البتہ گانے والوں کی دلداری کے خیال سے اجازت دے دیتے
تھے مگر وہ بھی صرف چند منٹ کے لئے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ (آنریبل جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ) تحریر فرماتے ہیں کہ
حضور انور جب بانکی پور میں تشریف لائے تو ایک انبوہ خلائق تھا اور دو نامی طوائف حیدری
اور چھٹن بھی موجود تھیں۔ حیدری کو گانے کی اجازت ملی مگر اس کمرے میں گانے کی
اجازت نہیں ملی جس میں حضور انور تشریف رکھتے تھے بلکہ دوسرے کمرے میں گانے کے
لئے ارشاد ہوا اور دو چار منٹ کے بعد حضور انور نے حکم دیا کہ اب گانا بند کر دو۔"

(مشکوٰۃ حقانیہ)

"جب حضور انور عظیم آباد تشریف لے گئے تو آنریبل جسٹس شرف الدین صاحب نے

Scanned with CamScanner

حضور انور کی آمد کی تقریب میں سماع کا نہایت اعلیٰ پیمانے پر اہتمام کیا تھا۔ جب محفل میں مجمع ہو گیا تو جناب مولوی ابراہیم بیگ صاحب شیدا وارثی حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور انور محفل میں تشریف لے چلیں تو آپ نے فرمایا "میں یہاں سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں" حضور کے اس ارشاد سے شیدا میاں پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ دیواروں کے حجاب سامنے سے بالکل اٹھ گئے ہیں اور جلسہ کا منظر پیش نظر ہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر شیدا میاں خاموش چلے آئے اور پھر اصرار نہیں کیا۔ حق یہ ہے کہ حضور پر نور کے سامنے سب کچھ روشن تھا۔ حضور پر نور شرکت نہیں فرماتے تھے اور محفلیں ہوا کرتی تھیں۔ فیوض و برکات کا نزول ہوتا تھا۔" (عین الیقین)

تعلیم و ارشاد و مجاہدات

"محبت کرو اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔"

عشق میں ایک صورت کے سوا دوسری صورت کو دیکھنا شرک ہے۔

محبت محب کی زبان پر قفل لگا دیتی ہے کہ اسرار حقیقت کا اظہار نہ کرے۔

حسد میں سوائے نقصان کے فائدہ نہیں۔

حسد سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ محمد یحییٰ صاحب وارثی رئیس عظیم آبادی حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے بکمال شفقت فرمایا کہ مولوی صاحب تم تصور کر لیا کرو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ کس کا تصور کروں۔ اس وقت حضور قبلہ عالم نے حجاب آمیز تبسم کے ساتھ چہرہ اقدس پر دست پھیر کر فرمایا اس صورت کا تصور کیا کرو۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے ایک ہندو دست گرفتہ کو تصور کی ہدایت کر کے رخصت فرمایا۔ اسی ہنگام میں فیضو شاہ صاحب وارثی خام خاص نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی تصور کرنے کا حکم ہو۔ فرمایا ہر وقت قلب میں صورت محبوب کے دیکھنے کی خواہش کرو اگر محبت ہے تو برزخ قائم ہو جائے گی۔

ایک نو آموز حلقہ بگوش نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ بموجب ہدایت تصور کرتا ہوں

Scanned with CamScanner

لیکن کشف صورت کے ساتھ فوراً حجاب حائل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا حجاب حائل ہو تو چند بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔

حضور قبلہ عالم نے اپنے مخصوص اور باخبر غلاموں کو شغل سلطان الاذکار بھی تعلیم فرمایا ہے۔ چنانچہ سرکار عالم پناہ نے جس دست گرفتہ کو شغل سلطان الاذکار تعلیم فرمایا تین روز میں ایزائی حالت طاری ہو گئی اور اس کے جلول سے آواز لطیف آنے لگی۔

ملا رضی الدین صاحب بغدادی کی یہ حالت ہوگئی کہ کسی تقریب سے ہندوستان آئے اور سرکار عالم پناہ کا نام نامی سنا تو پہلے معترض ہوئے کچھ عرصہ بعد خوبی قسمت سے حضوری نصیب ہوئی تو حضور قبلہ عالم کی نظر عنایت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ موصوف کے قلب سے حجاب علم ایسا اٹھا کہ عالمانہ لباس سے سبکدوش ہو کر فقیر تہبند پوش ہو گئے۔ بغدادی شاہ کا خطاب ملا اور ظاہری مشغلہ یہ بتایا گیا کہ پرانے جوتوں کی مرمت کیا کرو۔ مگر چار پیسے سے زیادہ نہ لو۔ دو پیسے خیرات کردو اور دو پیسے میں بسر اوقات ہو۔ چنانچہ موصوف نے تمام عمر یہی کیا۔ اور کبھی اپنے علم کا ذکر زبان پر نہ لائے۔

پنڈت فضل رسول شاہ صاحب وارثی کا پہلا نام رام اوتار شاستری تھا۔ اور سنا ہے کہ موصوف جس طرح سنسکرت کے عالم تھے۔ اسی طرح دھیان وگیان کے عامل تھے۔ جب حضور قبلہ عالم کے حلقہ غلامی میں داخل ہوئے اور محبت کا جاپ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دستار فضیلت بیکار ثابت ہوئی۔ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی اور تعلقات عالم سے دست بردار ہو کر تاحیات ردولی شریف میں قیام کیا۔

یہی صورت پنڈت ستیارام پجاری معروف بہ دین محمد شاہ وارثی کی ہوئی اور اسی طرح پنڈت دیندار شاہ وارثی کا واقعہ ہے۔ آپ کا پہلا نام کیسو لارائے تھا۔" (سعی الحارث)

"شیخ مظہر علی قدوائی کو حکم ہوا کہ ایک پارہ قرآن شریف کا روز پڑھ لیا کرو۔ حافظ خدا بخش صاحب کو جو آخر میں احمد شاہ صاحب کے خطاب سے منسوب ہوئے ان کو نماز معکوس تعلیم فرمائی۔

بابو کنھیالال صاحب (غلام وارث) وکیل علی گڑھ حضور کے حکم سے صائم الدہر ہوئے۔

Scanned with CamScanner

میاں عبدالصمد مولوی کو صلوٰۃ العکس پڑھنے کی ہدایت ہوئی۔ شاہ ابوالحسن وارثی صاحب متوطن اٹاوہ نے بارہ سال اس طرح روزے رکھے کہ پہلے تیسرے دن اور آخر میں سات روز کے بعد افطار کرتے تھے۔

حاجی عباس علی شاہ صاحب کو پیادہ پا حج بیت اللہ کا حکم ہوا۔ جن کو ذکر و شغل کی تعلیم فرمائی وہ بھی مختلف الحال ہے۔ کسی کے واسطے وقت کی پابندی ہے۔ کسی کے واسطے یہ حکم ہے کہ ایک سانس بھی خالی نہ جائے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک اسم باری تعالیٰ کا اگر چار اشخاص کو تعلیم فرمایا تو چار طریقے سے۔ مثلاً ولی شاہ صاحب وارثی حق کے ذکر میں ایسی قوی ضرب لگاتے تھے جیسے کسی شے پر ہتھوڑا پڑتا ہے۔ اور معصوم شاہ صاحب وارثی اسی اسم حق کاذکر یوں کرتے تھے جس کی ضرب باہر کی سانس کے ساتھ سمت اعلیٰ جاتی تھی۔ حق اللہ ،شاہ صاحب کی ضرب متواتر اور بغیر بساطت ہوئی تھی۔ یتیم شاہ وارثی اسم حق کاذکر دائمی بطور پاس انفاس کرتے تھے۔ دائم شاہ وارثی ذکر اسدی کے خاص عامل تھے۔ رحیم شاہ صاحب وارثی کو پاس انفاس میں ہر دو ضرب کی ہدایت تھی۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

"نعمت اللہ شاہ صاحب ذاکر اثبات ہیں۔"

حاجی بیعو شاہ صاحب وارثی خادم نے چھبیس سال تک روزے رکھے۔

حاجی مکی شاہ صاحب وارثی متوطن ضلع بارہ بنکی اور مسکین شاہ صاحب وارثی اور بی بی سکینہ صاحبہ وارثیہ دختر گلاب شاہ صاحب سکنہ آگرہ اور حاجی رمضان شاہ وارثی متوطن فتح پور تمام عمر دائم الصوم رہے۔

رومی شاہ صاحب ترک وارثی اور مسکین شاہ صاحب وارثی رئیس مضافات الہ آباد دائم الصوم اور قائم اللیل تھے۔

بی بی نصیبن شاہ صاحبہ وارثیہ تاحیات اس کی پابند رہیں کہ دو روز صرف پانی سے افطار اور تیسرے روز بعد افطار کھانا کھاتی تھیں۔

حافظ احمد شاہ صاحب وارثی اکبر آبادی نے بارہ سال نماز معکوس پڑھی۔ شیخ مقصود علی شاہ وارثی رئیس پیٹے پوری کو صلوٰۃ العکس کی مداومت کا حکم تھا۔

Scanned with CamScanner

مولوی برکت اللہ صاحب وارثی متوطن پیلی بھیت کو روزانہ چوبیس ہزار چار سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم تھا۔

لکھنؤ میں ایک سیدانی صاحبہ وارثیہ کو کلمہ طیبہ کے ورد کا بہ ایں شرط حکم تھا کہ ہر وقت باوضو پڑھا کرو۔ چنانچہ دیکھا ہے کہ اس فرمان کی تعمیل میں وہ ضعیفہ اس قدر منہمک رہتی تھیں کہ بات کرنا چھوڑ دی تھی اور کھانا بااصرار ایک دفعہ کھاتی تھیں اس خیال سے کہ ورد میں نقصان نہ آئے۔

بعض کے لئے جاندار سواری کی امتناع اور سیاحت کا حکم قطعی تھا۔

بعض کو ہر سال حج کرنے کا حکم تھا۔

یتیم شاہ صاحب وارثی بارگاہ وارثی کے قدیم تہبند پوش فقیر تھے۔ چالیس سال تک شب بیدار رہے۔

ایک طالب خدا نے حاضر خدمت ہو کر انقطاع تعلقات کی استدعا کی جناب حضرت نے اپنا مستعمل احرام اس کو تفویض فرمایا۔ اور بیدار شاہ خطاب مرحمت ہوا۔ اور ذکر اسدی تعلیم فرما کر ارشاد ہوا کہ رات دیدار کے واسطے ہے کہ نہ خواب غفلت کے لئے۔ تم شب کو آبادی کے باہر یہ ذکر بالجہر کیا کرو اور جب تھک جاؤ تو کلمہ طیبہ یا درود شریف کا ورد مسلسل رہے اور دن کو اگر غنید معلوم ہو تو اس طرح سونا کہ لوگوں کی گفتگو اور آواز رفتار تمہیں سنائی دے۔

حاجی موسیٰ شاہ صاحب وارثی تادم واپسیں کھڑے نہیں ہوئے کیونکہ بوقت تہبند پوشی ان کو قناعت کی بایں الفاظ ہدایت ہوئی تھی کہ "فقیر کو چاہئے کہ خدا کی کفالت پر بھروسا کرے اور صبر سے بیٹھا رہے۔

جن بی بی وارثیہ صاحبہ کو "تہبند مرحمت ہوا تو فرمایا تھا کہ "خدا رازق ہے ٹانگ توڑ کر اس کے بھروسے پر بیٹھو۔ اس فرمان وارثی کی تعمیل میں وہ ثابت قدم عورت تینتیس سال تک کھڑی نہیں ہوئی اور اسی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

بعض ارادت مندوں کو بستی میں آنے کی ممانعت تھی جن کی زندگی جنگلوں اور غیر آباد پہاڑوں پر کئی مثلاً جنگلی شاہ صاحب وارثی پیٹے پور کے ایک جنگل میں عزلت گزیں تھے۔

Scanned with CamScanner

اور جمیل شاہ وارثی شملہ میں ایسے خطرناک مقام پر رہتے تھے جو گزرگاہ عام نہ تھا۔
حافظ دوست محمد صاحب وارثی حافظ جمال صاحب کے چلّے کے قریب پہاڑ کے ایک درّہ میں تاحیات مقیم رہے۔ ہندوستان کے باہر بھی ایسے مجاہدین کو اخوان ملت نے اکثر دیکھا ہے۔
حضور قبلہ عالم نے اکثر ارادت مندوں کو خاص خاص مجاہدات کی ہدایت فرمائی۔ مثلاً عظمت علی شاہ صاحب وارثی، مولوی عبدالحسن صاحب جگوری وارثی اور عباس علی شاہ صاحب وارثی کو تقلیل غذا کی ہدایت تھی۔ مخدوم شاہ صاحب وارثی اور حاجی گھوڑے شاہ صاحب وارثی کو ترک لذّت کا حکم تھا جو بہت سادی غذا کھاتے تھے۔ اور ذائقہ نہیں لیتے تھے اور بعض کے لئے ترک حیوانات کا فرمان تھا۔ جو خیال احتیاط نمک سے یا پانی سے بھگو کر روٹی کھاتے تھے۔
عبدالرزاق شاہ صاحب وارثی جو موضع کھیولی ضلع بارہ بنکی کے رئیس تھے۔ مگر ان کا قیام اکثر باڑہ ضلع پٹنہ میں زیادہ رہتا تھا۔ ان کو سرکار عالم پناہ نے خاموشی کا حکم دیا اور اس وقت سے موصوف لکھ کر یا اشارہ سے کام لیتے تھے مگر ان کی یہ تکلیف دیکھ کر ان کے احباب کو افسوس ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حضور قبلہ عالم پھریانی پور تشریف لے گئے تو وہاں کے مخصوص عمائدین نے متفق ہو کر عبدالرزاق شاہ صاحب کی تکلیف کا اظہار کیا اور ملتجی ہوئے کہ صرف ضرورت کے وقت بات کرنے کی اجازت ہو جائے۔ آپ نے تھوڑے تامل کے بعد عبدالرزاق شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیا تم کو تکلیف ہوتی ہے۔ موصوف نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا، تمہارا بولنا وضعداری کے خلاف ہے بلکہ اشارہ بھی نہ کیا کرو اور لکھنا بھی چھوڑ دو۔ اِدھر یہ حکم سن کر عبدالرزاق شاہ صاحب، ساکت اور آبدیدہ ہوئے اُدھر شان محبوبیت کے جوش میں سرکار عالم پناہ نے فرمایا۔ عبدالرزاق اس تھوڑی سی زندگی کو یوں کاٹ دو۔ وضع داری اسی میں ہے کہ اب مرتے وقت بھی کوئی کلمہ زبان سے نہ نکلے اور قبر میں نکیرین سوال کریں تو اس کا بھی جواب نہ ملے بلکہ حشر میں خدا کے سامنے بھی خاموش رہنا جناب والا کے ارشاد کا یہ حصہ کہ اس تھوڑی سی زندگی کو یوں ہی کاٹ دو اس کا بھی اظہار ہو گیا کہ چھ مہینے کے اندر عبدالرزاق شاہ صاحب وارثی نے بہادر علی

Scanned with CamScanner

خاں صاحب خان بہادر و رئیس باڑھ کے مکان پر انتقال کیا۔

حافظ گلاب شاہ صاحب وارثی ساکن آگرہ کو، مداری خاں کو یہ حکم تعمیل دیا کہ کسی وقت آنکھیں بند نہ کرو۔ شب و روز ایک نشست سے بیٹھو اور ہمیشہ بیدار رہو اور جو کچھ خدا دکھائے دیکھو اور من کان فی ہذاہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی کے مصداق نہ ہو اور ہمہ وقت کی مصروفیت کے واسطے شغل سلطان الاذکار تعلیم فرمایا۔ چنانچہ چوالیس سال تک سرکار عالم پناہ کا سچا فرماں بردار ایک پتھر کا تکیہ لگائے آنکھیں کھولے عالم حیرت میں بیٹھا رہا اور اسی حالت محویت میں وہ جاں نثار وارثی قید ہستی سے آزاد ہو کر جوار شاہد حقیقی کی سیر میں مصروف ہوا۔

خدا بخش شاہ صاحب وارثی کو سرکار عالم پناہ نے موضع پینڈ ضلع بارہ بنکی میں بستی کے باہر چند شرائط کے ساتھ گوشہ نشین فرمایا جس میں بعض احکام یہ تھے کہ اول بہت مختصر مقام محدود فرما کر ارشاد ہوا کہ اس کے باہر قدم نہ رکھنا دوم یہ کہ مکان میں نہ رہنا درخت کے نیچے زندگی بسر کرنا۔ سوم شرط بہت دشوار تھی کہ ترک حیوانات کے ساتھ ترک نباتات بھی لازم گردانا اور نمک کا استعمال بھی ممنوع فرمایا سات برس تک خدا بخش شاہ صاحب وارثی اس فرمان وارثی کی تعمیل یوں کرتے رہے کہ جب زیادہ اشتہا ہوتی تھی تو پانی میں راکھ گھول کر پی لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد شفقت وارثی نے اس قدر آسانی فرمائی کہ ارشاد ہوا کہ اس محدود مقام میں جو نباتات خودرو ہوں یا لال دانہ بے طلب کوئی دے جائے تو بغیر شرکت نمک کھا لیا کرو۔ غرض چھتیس سال تک ان کی خوراک میں اس محدود مقام کی گھاس رہی جس کو جوش کر کے پی لیتے تھے یا کبھی کبھی لال دانہ اگر اس جنگل میں کوئی دے دیتا تو کھا لیا کرتے تھے۔

الغرض اس سلسلہ میں چند اخوان ملت کی مجاہدات کا میں نے تمثیلاً ذکر کیا۔ ورنہ حضور قبلہ عالم کے متعدد ارادت مندوں نے ایسے ایسے ناقابل برداشت مجاہدے کیے ہیں۔ جو یقیناً قوت بشری سے باہر اور صریح فطرت انسانی کے خلاف تھے مگر طوالت کے خوف سے ان کی صراحت نہ کر سکا۔"

(سعی الحارث)

مختلف ارشادات فیض آیات

Scanned with CamScanner

"اپنی وضع پر قائم رہے۔ جو گھر بیٹھے مرید ہوتے ہیں ان کو بیعت الوجہ کہتے ہیں۔"

اگر سات روز کا بھی فاقہ ہو تو زبان پر نہ لائے۔ اور اللہ سے بھی نہ کہے کیا وہ نہیں جانے جو اپنے پاس ہیں

اپنی بستی میں لاپرواہ رہنا مشکل ہے۔

جب فاقے ہوں تو ضبط کرے۔

ایک رنگ رہے۔

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور "مشائخ توجہ دیتے ہیں۔ یہ توجہ کیا ہے۔ فرمایا "گرمی محبت ہے تو توجہ کام دے گی اور جس کے قلب میں محبت نہ ہو اس پر کیا اثر ہوگا۔"

حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ سید کی شناخت لوگ یہ بتاتے ہیں کہ اگر ان کے ہاتھ پر آگ رکھ دی جائے تو ہاتھ نہ جلے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر جو امتحان لے گا کافر ہوگا۔

یہ جو پیر کی شکل ہے بس یہی سب کچھ ہے۔

جس نے یہاں نہیں دیکھا وہ اندھا ہے حکم۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی وہ وہاں بھی نابینا رہے گا۔

ہر کہ آنجا ندید محروم است

در قیامت زلذتِ دیدار

اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے۔

اس کائنات کا نام دنیا نہیں ہے۔ غفلت کا نام دنیا ہے۔

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

دنیا فساد کا گھر ہے اور اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔

دنیا کی محبت بری چیز ہے۔

ایک صورت کو پکڑے وہی مرتے وقت وہی قبر حشر میں کام آئے گی۔ حسد بہت بری چیز ہے

Scanned with CamScanner

حتی کہ شیطان پر لاحول پڑھنے کی ضرورت نہیں شیطان خدا کا رقیب نہیں ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر ۔ طالب کے واسطے صرف نفخت فیہ من روحی کافی ہے۔

اس لئے کہ خدا ہماری ملکیت میں نہیں ہے ہم خدا کی ملکیت میں ہیں۔ کسی سے کچھ طلب کرنے کی حاجت نہیں۔ جب انسان اپنے دم پر قادر ہو جاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم اس کے تحت میں آجاتا ہے۔ وحوش وطیور سب مطیع ہو جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ آدمی ہونا چاہئے۔ آدمی ہونا بہت مشکل ہے۔ کسی قدر سکوت کے بعد ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت ہوتا ہے جب لطیفۂ قلب ذاکر ہو اس لئے لطیفۂ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور معیت اور اقربیت حاصل ہے۔ وھو معکم اینما کنتم نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ جب معیت ہو گئی تو تقرب خاص ہو گیا یہی درجہ تکمیل ہے۔

سید ابراہیم شاہ صاحب نبیرہ حضرت سیدنا خادم علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تم نے کنز پڑھی ہے اور صرف ونحو منطق۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ اگر طلب ہے تو دستار مولویت طاق پر رکھ دو۔

پست شو تا فیض حق فائض شود

ہر کجا پستیت آب انجا رود

اور کفر واسلام میں اس بات کا خیال کرو کہ

بہ کفر و بہ اسلام یکساں بنگر

کہ ہر یک بہ دیوان او دفتریست

پھر ارشاد فرمایا کہ کافر بھی مثل مومن کے ہے اور واصل مقصود حقیقی اگرچہ راہ وصل میں اختلاف ہے۔ مگر محبت اہل بیتؓ شرط ہے۔

حضرت معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور انور مثنوی شریف ملاحظہ فرما رہے تھے۔ دوران ملاحظہ ارشاد فرمایا کہ ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ اپنی طبیعت اور نفس کو قابو میں رکھے۔ انجام کار کامیاب ہو گا۔ اگر نفس کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس

Scanned with CamScanner

کے وجود کو سزائے دار دی جائے گی۔

چوں قلم در دست غدارے بود

لاجرم منصور بر دارے بود

یہ شعر پڑھ کر فرمایا کہ لفظ غدار سے نفس امارہ مراد ہے۔

رام جی اجودھیا والے ہندوؤں کے اوتار تھے۔ شری کرشن جی کنھیا پریمی تھے اور بابا نانک صاحب پکے موحد تھے۔

ایک مرتبہ حضور انور سے عرض کیا گیا کہ سنا ہے تہتر فرقوں میں سے ۷۲ ناری ہیں اور ایک ناجی ہے۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے کو ناجی کہتا ہے۔ تو وہ کونسا فرقہ ہے۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا جو حسد سے الگ ہو وہی ناجی ہے اور جو حسد میں ہو وہ بہتر میں شامل ہے۔(ح ۸، س ۶۰، د ۴ : کل ۷۲)

جو نشیب و فراز میں رہے گا اس کو خدا نہیں ملے گا۔ جو نشیب و فراز سے نکل جائے اس کی نجات دنیا میں ہی ہو جائے گی۔

ہر وقت ایک صورت سامنے رہے۔ وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے گی۔ یہی فنافی الشیخ ہے۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ اسم ذات کون ہے۔ فرمایا اللہ، باقی سب صفات ہیں۔

عرض کیا گیا "ہو" کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہ ذات نہ صفات ایک میدان ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہم کعبہ کے اندر یہ غزل پڑھ رہے تھے۔

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو

محافظ کعبہ نے کہا "ہذا بیت الرب۔" ہم نے کہا وہ جگہ بتاؤ جہاں خدا نہ ہو۔ وہ چپ ہو گئے اور کہا کہ ان سے نہ بولو۔

حضرت سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور پر نور دہلی تشریف لے گئے حضرت سرمد رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر بھی گئے۔ اور فرط مسرت سے ان کے مزار سے لپٹ گئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سرمد رحمتہ اللہ علیہ رضا و تسلیم کے بندے تھے۔ سر دے دیا اور اف نہ

Scanned with CamScanner

کی۔ نہ فتویٰ دینے والے رہے نہ سلطنت رہی مگر سرمد رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ ہزار سرمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہو گئے۔

ایک مرتبہ منشی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خاں ضلع رائے بریلی سے فرمایا کہ غنی خان صاحب جانتے ہو حج مقبول کس کا نام ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کو بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ عاشق اپنے معشوق سے مل جائے یہی حج مقبول ہے۔

خاندان قادریہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو اس خاندان سے نسبت ہے، اس پر جادو ٹونے کا اثر بالکل نہیں ہوتا۔

قاضی عبدالرزاق صاحب مارہروی (جو حضرت مولانا صوفی محمد حسن صاحب مرادآبادی کے مرید خاص تھے) فرماتے تھے۔ مجھ سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حاجی صاحب قبلہ سے دریافت کیا کہ بے شمار مخلوق الٰہی کو آپ بیعت فرماتے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب کو خدا کے سامنے پیش کردوں گا کہ تیرے اتنے بندوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ میں شہادت کے لئے تیار ہوں وہ رحیم وکریم ہے۔ یقین ہے کہ ضرور رحم وکرم فرمائے گا۔

"محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں۔"

سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے جس کو جو چاہیے لے لے اور اگر دونوں کی ضرورت ہے تو دونوں ہیں۔

جب ایک دفعہ حضور انور علی گڑھ تشریف لے گئے۔ تو سرسید احمد خان صاحب بانی علی گڑھ کالج کو شرف ملاقات بخشا اور تفسیر کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ سرسید مرحوم پر اس وقت ایسی رقت طاری تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضور انور ان کو تسکین فرماتے تھے۔ سرسید صاحب سے حضور نے فرمایا "مجھ کو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں مگر محبت، اخلاص اور طلب روحانیت بہت ضروری ہے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور انور سے دریافت کیا کہ سرسید کی نسبت حضور کا کیا خیال ہے تو حضور پرنور نے

Scanned with CamScanner

ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اکثر علماء نے انہیں تکفیر کا فتوئ دیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ سید صاحب کو برا نہ کہو، نہ برا سمجھو۔ وہ اول درجہ کے مسلمان ہیں۔

مولوی سید شرف الدین صاحب موصوف پہلے حضور انور کے بہت خلاف تھے۔ اور ان کا یہ خیال ہمیشہ سے تھا کہ پیر بنا ایک پیشہ ہے جس کے ذریعہ لوگ شکم پروری کرتے ہیں۔ جب حضور ان کے وطن آئے تو لوگوں نے ان سے مرید ہونے کے لئے کہا اور مولوی سید ظہیر الدین صاحب نے فرمایا کہ موقع اچھا ہے۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ تشریف لائے ہیں تم بھی مرید ہو جاؤ۔ تو انہوں نے کہا میرے نزدیک بیعت کوئی چیز نہیں ہے۔ مجرد ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک دل کو نہ پکڑے۔ مذہباً بیعت کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اگر کچھ ہے تو۔

بیعت مجھے خدا سے ہے بواسطہ نصیب
دست خدا ہے نام میرے دستگیر کا

اسی زمانہ میں ایک دن انہوں نے حضور کی اجازت چاہی۔ کمرے کے اندر ایک دوسرا نقشہ تھا۔ حضور انور استراحت فرما رہے تھے۔ لوگ جسم اطہر دبا رہے تھے۔ ان کے بڑے بھائی خان بہادر مولوی نصیر الدین صاحب وارثی۔ سی، ایس، آئی حضور انور کے پیچھے بیٹھے ہوئے پشت مبارک دبا رہے تھے۔ تو سید صاحب کو دیکھ کر حضرت قبلہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ "بیٹھ جاؤ ایک طرف تم اور ایک طرف تمہارے بھائی، اول سوال یہ ہوا کہ بالسٹر تم کسی کے مرید ہو کہ نہیں۔ انہوں نے عرض کیا اب تک تو نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ "صرف ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل کو نہ پکڑے۔"

مولوی حکیم سید محمود علی وارثی فتح پوری نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک مرتبہ سرکار عالم پناہ کے حیات ظاہری میں ان کے ایک مرید (جن کا نام یاد نہیں رہا) ایک جنگل میں تن تنہا جا رہے تھے۔ سامنے سے ایک شیر نمودار ہوا۔ ان صاحب نے مختلف دعائیں پڑھنا شروع کر دیں لیکن وہ شیر ان کی طرف بڑھتا ہی چلا آ رہا تھا۔ جب بہت قریب

Scanned with CamScanner

آگیا تو ان کے منہ سے اضطرابی حالت "یاوارث" نکلا- اس نام گرامی کا زبان مبارک پر آنا تھا کہ فوراً ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس ہاتھ نے شیر کے ایک طمانچہ مارا اور وہ فوراً بھاگ گیا اس کے بعد وہ مرید صاحب سرکار عالم پناہ کی خدمت میں آکر قدم بوس ہوئے۔ تو سرکار عالم پناہ نے برجستہ فرمایا کہ "جب اسم اعظم معلوم تھا تو تم نے اتنی دعاؤں کو کیوں تکلیف دی۔"

حسب ذیل واقعہ سید نثار حسین وارثی مراد آبادی مرحوم نے سرکار عالم پناہ کے ایک فقیر صاحب سے خود سنا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فضیحت شاہ صاحب وارثی مرحوم کو رات کو نہانے کی حاجت ہوئی اور علی الصباح سرکار عالم پناہ میں ایک خادم کے ذریعہ اُن کو طلب کیا وہ بجائے اس کے کہ حاضر ہوتے فوراً دریا پر نہانے چلے گئے اور غسل کرنے کے بعد سرکار میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے تو سرکار عالم پناہ نے فرمایا "فضیحت شاہ ہم تو گنگا جمنا سے بھی گئے گزرے ہو گئے، ارے ہم کو دیکھ لیتے تو پاک ہو جاتے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

"زن، زمین، زر کی وجہ سے انسان جھگڑے میں پڑتا ہے۔ جب ان تینوں کا تعلق دل سے نکل جاوے تو پھر اسی دل کا نام قلب مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

یہ بھی اکثر فرمایا ہے "روپیہ سے اگر دنیا کے کام بنتے ہیں تو آخرت کے کام اکثر بگڑتے بھی ہیں۔ روپیہ چھونے سے ہاتھ کالا ہوتا ہے اور اس کی محبت قلب کو سیاہ کرتی ہے۔ روپیہ نے قارون کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

اکثر بیشتر مریدین کو یہ ہدایت ہوتی تھی کہ اللہ اللہ کیا کرو۔

سرکار عالم پناہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "ہم تو مسافر ہیں۔" (سعی الحارث)

"حضور قبلہ عالم کو معلوم ہوا کہ وہ معمر اقربا جو آپ کی جائیداد زمینداری پر آپ کی عدم موجودگی میں قابض ہو گئے تھے اس اندیشے سے پریشان ہیں کہ اپنی ملکیت آپ واپس لے لیں گے۔ مگر ایک روز وہ ملاقات کو آئے آپ نے یہ فرما کر ان کا اطمینان کر دیا کہ "اہل بیت کرام کے مشرب میں چھوڑی ہوئی چیز کو واپس لینا حرام ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

Scanned with CamScanner

"یہ حدیث صحیح ہے کہ من قال لاالہ الااللہ فدخل الجنتہ، ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔جی ہاں۔ پھرارشاد فرمایا کہ "یہ روایت بھی صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں منادی کردو کہ من قال لاالہ الااللہ فدخل الجنتہ، چنانچہ حضرت بلالؓ منادی کرنے کو جارہے تھے کہ حضرت فاروق اعظمؓ اثناء راہ مل گئے اور حضرت بلالؓ کو واپس لائے اور جناب رسول مقبول ﷺ سے عرض کیا کہ بیشک جو شخص لاالہ الااللہ کہے گا وہ داخل جنت ہوگا۔ مگر پھر ارکان اسلام ادانہ ہوں گے۔" انہوں نے کہا یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ کوئی حضرت عمرؓ کی سنت پر بھی چلنے والا چاہئے۔

نمازوروزہ اور چیز ہے ایمان اور ہے۔ نماز تو رکن اسلام ہے۔ اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اس کا خیال دل میں نہ لائے بس یہی ایمان ہے۔

کسی کا حق مارنا بہت برا ہے اس کا انسان کو خیال رکھنا چاہئے۔

عبادت نماز ہی نہیں اپنی خانہ داری میں ضروریات کی چیزیں لادینا۔ بیوی کی کفالت بچوں کی دلداری، غلام ولونڈی کی پرورش، حوائج ضروری سے فارغ ہونا، کھانا اور کھلانا یہ سب عبادت ہے۔

عقائد کے بارے میں ارشاد ہے کہ "چاروں صحابہؓ کو درجہ بدرجہ اپنے درجہ پر مانے۔

ایک مولوی صاحب چادر اوڑھ کر حضور انور کے پاس گئے اور اس چادر میں ایک فقہ کی کتاب چھپائے ہوئے تھے۔ حضور انور اس وقت ایک بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ حضور انور برق کی طرح نہایت مضطربانہ حالت میں بنگلہ سے باہر نکل آئے۔ مولوی صاحب کو بہت تعجب ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں خادم ہوں۔ میری اتنی تعظیم مناسب نہیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ تمہاری تعظیم نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس کتاب فقہ کی تعظیم ہے جو تمہاری بغل میں دبی ہے۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

"سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ توحید کے ظاہری اور مشہور معنی تو یہ ہیں کہ خدا کو ایک کہو اور ایک سمجھو جو ایمان کے لئے شرط ہے۔ انما اللہ الھاواحداً" اور جب اس کی تصدیق ہوجاتی ہے

اس وقت توحید کے دوسرے معنی کہ خدا کو ایک دیکھو یہ عارفین کا مقام ہے۔ اس لئے یہ معنی منجانب اللہ موحدّ کے قلب پر القا ہو جاتے ہیں اور موحدّ اپنی بصیرت سے ہر چیز میں خدا کا جلوہ دیکھتا ہے۔ ایک ذات سے سروکار رکھو اور جو واردات ظاہری یا باطنی پیش آجائیں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھو۔

شیدا میاں وارثی مرحوم نے ایک دفعہ عرض کیا کہ ازروئے حقیقت اصحاب کبار اور اہل بیت کی عظمت و منزلت میں کیا تفریق ہے اور بجہت ان کے فضل و کمال کے ہم کو کیا ان کی نسبت رکھنا چاہئے کیوں کہ علمائے کرام کے مختلف اقوال جن کی حیثیت بجائے علمی مکالمہ مناظرانہ بلکہ مجادلانہ نشان ہو گئی ہے اس لئے وہ تشفی بخش نہیں رہے اور تصفیہ طلب ہو گئے۔ ارشاد ہوا کہ علماء کا یہ اختلاف بجہت نفسانیت نہیں بلکہ بہ لحاظ حقانیت ہے کیونکہ دونوں خاصان بارگاہ ایزدی کے صفات و خصوصیات میں بہتات اس قدر ہے کہ مبصرین اور محققین کی نظر خیرہ اور منتشر ہو جاتی ہے مگر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ بہ اعتبار اخبار و آثار اصحاب رسول کی تعظیم واجب اور لازمی ہے اور اہل بیت اطہار کی محبت نص قطعی سے فرض ہے۔

ایک مرتبہ منشی نادر حسین صاحب نگرامی حاضر خدمت ہوئے اور بیان کیا کہ کل ایک صاحب سے گفتگو ہوئی تو میں نے جنگ صفین کے بعض واقعات کے حوالہ سے امیر شام کا مورد الزام ہونا ثابت کر دیا اور آخر میں ان کو بھی خطائے منکر کا اقرار کرنا پڑا۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا "نادر حسین واقعات جنگ صفین کو مورخین نے صحیح ضرور مانا ہے مگر فرض کرو ایک مکان میں چند اشخاص ہم وطن یا ہم عصر یا ہم جد ہونے کی وجہ سے باہم رہتے ہیں اور ان میں سے ایک شخص نے کتا پالا اور اس کی داشت پرورش وہی پالنے والا کرتا ہے تو جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ وہ کتا اپنی دم پالنے والے کے سامنے ہلائے گا اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس مکان کے رہنے والے کو کاٹے گا بھی نہیں۔

اس اعتبار سے تم ایک وفادار غلام ہونے کے اپنے آقائے نامدار کی ثنا و صفت میں مصروف رہ سکتے ہو مگر اپنے مالک کے ساتھیوں کو باہم شیر و شکر نہیں بھی دیکھتے ہو تو بھی سنت مرتضوی ہے کہ اچھا نہ جانو تو برا بھی مت کہو اور کلیہ تو یہ ہے کہ جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

اس میں عداوت کی گنجائش نہیں رہتی۔

شدہ است سینہ ظہوری پراز محبت یار

برائے کینہ اغیار در دلم جانیست

بلکہ محبت کامل کی تعریف تو یہ ہے کہ محب کو بجز تصور یار کے اغیار کا خیال بھی نہ آئے۔ چنانچہ جو سمجھ دار ہیں۔ وہ ماسوائے صفات یار ماو شما کے حرکات وسکنات کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ بقول

ماقصہ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کے دربار میں سلاسل ارباب طریقت کا ذکر آیا۔ اور حاضرین میں سے ایک صاحب نے ان کے بعض فروعی مسائل پر نکتہ چینی کا ارادہ کیا۔ سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ منزل شاہد حقیقی تک پہنچنے کے لئے گوار ہیں جداگانہ ضرور ہیں مگر فی الحقیقت راہ گیروں کا مقصود اور نصب العین ایک یعنی لقائے یار ہے۔ اس واسطے راستوں کے نشیب و فراز کا تذکرہ بیکار ہے۔

حضور قبلہ عالم کے ایک ارادت مند نے بر سبیل تذکرہ یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنی ذاتی ضرورت سے اجمیر شریف گیا۔ مگر جس کام کیلئے گیا تھا وہ کام بھی نہ ہوا اور مزید براں ہوٹل سے کپڑوں کا بکس بھی جاتا رہا۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ دوران قیام خواجہ صاحب کے سلام کو بھی گئے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ ایسے افکار میں مبتلا تھا کہ درگاہ تک جانے کی نوبت نہ آئی۔ ارشاد فرمایا کہ اسی بے ادبی کی یہ سزا تھی جو بکس چوری ہو گیا۔ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جس شہر میں ایک شب بھی قیام ہو وہاں کے مشہور اہل اللہ کے مزار پر ضرور جائے۔

ایک سن رسیدہ مولوی صاحب قبلہ عالم کی ملاقات کو دیوہ شریف میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے بااقتضائے خلق عمیم معانقہ کیا اور تھوڑے عرصہ تک گفتگو فرما کر تعظیم کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا۔ جب وہ چلے گئے تو حاضرین میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں ان کو خوب جانتا ہوں۔ یہ مولوی صاحب بڑے مکار ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے قبضے میں ایک

Scanned with CamScanner

جن ہے۔
سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ کیوں اپنی زبان اور دل کو دوسرے کے واسطے خراب کرتے ہو، معمولی عیوب تو بیان کردیئے مگر وہ ہنر جو بدیہیات سے ہیں ان کو نظر انداز کردیا۔ مولوی صاحب کی شریفانہ تہذیب، مقدس صورت، نورانی ریش، مشروع لباس کی قدر نہ کی جس کو اسلام کے بلند پایا پیشواؤں کی وضع سے خاص مناسبت اور مشابہت ہے۔ حالانکہ دل کی بدنما خرابیوں کو بزرگوں کی وضع کے پردہ میں چھپانا مستحسن فعل نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس بندہ نواز کی عنایت سے اچھوں کی نقل کرنے میں علاوہ دینی منفعت کے دین کے بگڑے ہوئے کام بھی بن جاتے ہیں۔
چنانچہ مشہور ہے کہ ایک مسخرہ فرعون کو خوش کرنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کی نقل کرتا تھا کہ اسی وضع کا لباس پہن کر اور اسی صورت کا عصالے کر روزانہ دربار میں آتا اور اسی لہجہ میں وعظ کہتا جو کلیم اللہ کا طرز کلام تھا۔ مگر جس روز وہ بہروپیا مر گیا تو خدائے برتر نے اپنے اس مقرب فقیر کو جو عرصہ دراز سے ایک پہاڑ پر تجلیات انوار الٰہی کی دید کے لئے عزلت نشیں تھا حکم دیا کہ فلاں محلے میں ہمارا ایک دوست مر گیا ہے۔ جاؤ اس کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو۔ وہ خدا کا برگزیدہ بندہ فوراً اس محلے میں گیا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فرعون کا مسخرہ مر گیا ہے۔ مگر چونکہ حکم الٰہی کی تعمیل لازم تھی۔ اس کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو کر واپس آیا تو بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ الہ العالمین وہ مسخرہ تو بظاہر بد مذہب اور فرعون کا پرستار تھا۔ تو نے اس کو کس عمل کی جہت سے اپنے دوستوں میں شمار فرمایا۔ آواز آئی کہ بے شک وہ ہمہ تن فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ لیکن لباس میں موسوی علیہ السلام کی نقل کرتا تھا اس لئے ہم نے اپنے کلیم کے لباس کا احترام کیا اور اس نقال کو اپنے مقربین میں داخل کرلیا۔
ایک شخص نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ مرا ارادہ ہے کہ اپنے پیر کی بیعت کو توڑ دوں اور آپ کا مرید ہو جاؤں۔ فرمایا انہوں نے کیا قصور کیا کہ بنی بنائی بیعت کو توڑنے کو آمادہ ہو۔ اس نے عرض کیا کہ بڑا قصور یہ ہے کہ وہ بے فیض ہیں۔ فرمایا کہ

Scanned with CamScanner

قصور ان کا نہیں ہے فیض حاصل کرنا تو تمہارا کام ہے۔ جاؤ اور محبت کے ساتھ ان ہی سے رجوع کرو جو تمہاری قسمت کا ہے انہیں کے ذریعہ سے تم کو ضرور ملے گا گھبراو نہیں۔

ایک شخص نے خدمت والا میں عرض کیا کہ مجھ کو مرید کر لیجئے۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا کہ تم کسی کے مرید نہیں ہو۔ اس نے کہا کہ مرید تو میاں محمد شیر صاحب کا ہو چکا ہوں۔ مگر میری خواہش ہے کہ آپ کا بھی مرید ہو جاؤں۔ ارشاد ہوا کہ جس طرح ایک عورت کو دو مردوں سے بہ یک وقت نکاح کرنا ممنوع ہے اسی طرح ایک مرید کو دو پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں نقصان ہے۔ دیکھو ایک ناؤ پر سوار ہونے میں سلامتی سے پار اتر جانے کی زیادہ امید ہے۔ اور بر خلاف اس کے اگر کوئی شخص ایک پاؤں ایک ناؤ پر اور دوسرا پاؤں دوسری ناؤ پر رکھ کر دریا سے پار ہونا چاہے تو ڈوبنے کا خوف ہے۔ بس جاؤ اگر طلب صادق ہو گی تو جس کا ہاتھ پکڑا ہے اسی صورت میں خدا تم کو ملے گا۔

سرکار عالم پناہ کے ایک معمر حضور کے مرید تہبند کے خواستگار ہوئے تو حضور نے اپنا ملبوس خاص مرحمت فرمایا اور جائے کسی دوسری ریاضت کے یہ شغل بتایا کہ "تم صدق کو اپنا توشہ بناؤ اور جو کام کرو اس کی نیت اللہ کے واسطے ہو۔ اگر کھانا کھاؤ تو نیت کرو کہ میں اللہ کے واسطے کھاتا ہوں اور نہ کھاؤ تو بھی یہی خیال کرو کہ میں اللہ کے واسطے نہیں کھاتا ہوں۔ غرض سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا تمہارا اللہ کے واسطے ہو اور سوائے اللہ کے بے غرض رہو۔"

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ اکثر فقرائے اہل تمکین کے بھی عادات بجہت عبادت قلبی متغیر ہوتے ہیں۔ مگر حقیقی ادب ان کا مستقل رہتا ہے بلکہ جس قدر ان کے مدارج مرتفع ہوتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ مؤدب ہوتے ہیں اور اگر سہوا بھی تقصیر ہوتی ہے تو ارباب طریقت ان کو بہ نظر تحقیر دیکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے کسی قدر جلال آمیز لہجہ میں فرمایا کہ اہل محبت کے بعض اقوال کہ جو در حقیقت ان کے احوال کے ترجمان ہوتے ہیں۔ قابل الزام خیال کرنا لوگوں کی بد گمانی اور نادانی ہے بقول مولانا روم ؎

گفتگوئے عاشقاں در کار رب

جوشش عشق است نے ترک ادب

ایک شب حضور پرنور نے بہ دوران سیاحت جون پور میں قیام فرمایا بعد مغرب مولانا عبدالرحیم صاحب جو اپنی فلسفہ دانی کے باعث عوام میں دہریہ مشہور تھے مع اپنے شاگرد رشید ریاض الرحمٰن صاحب، جناب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں یہ عرض کیا کہ حسب روایات مذہبی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابلیس نے غیر خدا کو سجدہ سے انکار کیا۔ تو قابل لحاظ یہ امر ہے کہ وہ اپنے اس مستحسن عمل کی وجہ سے ایسا قصوروار کیوں گردانا گیا کہ بجائے موحد کے اس کو شیطان اور ملعون کہتے ہیں۔

سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب موحدین تو شیطان اور رحمٰن میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو برا نہیں کہتے۔ بلکہ واقعہ ابلیس خاص قسم کا سبق ہے لیکن شریعت کی رو سے ابلیس نے یہ غلطی کی کہ آدم کو غیر سمجھا اور خلق ادم علی صورتہ کا خیال نہ کیا۔" مولوی صاحب موصوف یہ تفصیلی جواب سن کر خاموش بلکہ متکیف ہو گئے اور آبدیدہ ہو کر حضرت کی عظمت اور منزلت کا صاف لفظوں میں اقرار کیا۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ مرید کے واسطے بہت زیادہ مفید یہ ہے کہ صبح کو اٹھے تو یہ ارادہ کرے کہ میں گناہ نہ کروں گا اور جب شام ہو جائے تو قصد کرے کہ گناہ نہ کروں گا۔ یہ روزانہ کا ارادہ رفتہ رفتہ مستقل بھی ہو جاتا ہے۔

دنیا میں قابل تعریف وہ شخص ہے جس کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ اور بغض نہ ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کی خاص سنت ہے۔

بغض و عناد کی اصل دنیا کی وقعت و منزلت کی محبت ہے۔ اس لئے غبار نفاق سے اس کا دل صاف ہوتا ہے جس کی نگاہ میں دنیا کے مال و جاہ کی قدر و عزت نہ ہو۔

ایک تعلیم یافتہ ارادت مند نے حضور قبلہ عالم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا بغض و نفاق کا سدباب کیوں کر ہو۔ ارشاد ہوا کہ "جو دل اسباب دنیا سے غیر مالوف اور خدا کے ذکر میں مصروف رہتا ہے وہ دل بغض و نفاق کے اثرات سے متاثر نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ حکیم سید عبدالاحد شاہ صاحب وارثی نے عرض کیا کہ طالب راہ صدق و خلوص

Scanned with CamScanner

کی شناخت کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ جس کا دل خدا کے ذکر سے شگفتہ اور دنیا کے ذکر سے افسردہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا خیال پختہ ہے۔

ایک مرتبہ قیام بانکی پور میں حضور قبلہ عالم مثنوی شریف کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ جب خصوصیات ادب کا ذکر آیا تو بے ساختہ فرمایا کہ "منجملہ دیگر صفات کے جو آداب صوفیہ سے موذب ہوتا ہے اس کا ایک خاصہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وعدہ کرتا ہے تو یاد رکھتا ہے اور احسان کرتا ہے تو بھول جاتا ہے۔

صدق ایسی صفت مستحسنہ ہے کہ جملہ صفات حمیدہ کی اصل صدق مقال ہے اور کذب ایسا مذموم فعل ہے کہ تمام اخلاق ذمیمہ کی جڑ دروغ گوئی ہے۔

ایک قدیم اور ایسے تہبند پوش فقیر حاضر خدمت ہوئے جن کو اخوان ملت زاہد و ابرار کہتے تھے۔ تھوڑے تامل کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ زاہد کس کو کہتے ہیں۔ انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا "دو چار فاقوں کے بعد نمک کے ساتھ روٹی کھانے کا نام زہد نہیں ہے بلکہ زاہد وہ ہے جو دنیا سے پرہیز کرے، خواہشات کو روکے مرادوں کو بھول جائے۔ گرسنگی اور سیر شکمی کے اثرات سے یکساں متاثر ہو کر کوئی چیز پاس نہ ہونے کے وقت مطمئن رہے اور جب کوئی چیز آجائے تو اس کو راہ خدا میں تقسیم کرنے کے واسطے مضطرب ہو۔"

ایک مرتبہ حضور انور نے فرمایا کہ باخبر فقیر وہ ہے کہ جس کے پس پشت دنیا ہو اور خوف خدا اس کے سامنے رہے۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ جس فقیر کا خلق سے سروکار رہا وہ خراب ہوا اور جس نے حق پر بھروسا کیا وہ کامیاب ہوا۔

ایک مرتبہ مولانا ہدایت اللہ صاحب وارثی محدث سورتی نے ایک نہایت اولوالعزم درویش کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ مصنف کتاب نے اس پر توجہ نہیں کی کہ عاشق جمال ازدی کے مذاق و مسلک میں اس قدر تضاد کیوں ہے۔ سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اس کا سبب یہ ہے کہ ہر آن تجلیات انوار شاہد حقیقی کی شان جداگانہ ہوتی ہے "کل یوم

Scanned with CamScanner

ھوئی شان'' جن کے اثرات بھی مختلف المفاد ہوتے ہیں پس جس صورت میں ارباب بصیرت کو دید ہوتی ہے اسی مناسبت سے ان کا طرز طریق اپنی نوعیت میں یگانہ ہوتا ہے۔

اسی کے بعد حضرت قبلہ عالم نے صفات عشق کی ماہیت اور درجات عاشقین کی حقیقت کا مکر تمثیلات کے پیرایہ میں دوسرے عنوان سے جس تشریح سے ذکر فرمایا اس عارفانہ تقریر کا مضمون یہ تھا" علاوہ اس کے یہ بھی منقول ہے کہ عاشقان جانباز نے عالم ارواح میں بروز الست شراب سلسبیل عشق کا تشرب مختلف عنوان سے فرمایا اس سبب سے جرعہ کشان بادہ محبت کی واردات قلبی میں یہ اختلاف ہے کہ حالت و کیفیت میں بھی بدیہات سے تفریق ہے اور مذاق و مشرب میں بھی کافی تفرقہ نظر آنے لگا۔ مثلاً بعض عشاق نے بروز میثاق بادہ عشق و محبت شوق و اشتیاق کے جام میں نوش فرمایا۔ بعض اسیرانِ دام محبت نے ساغر حزن واندوہ کو اس خیال سے پسند کیا۔ فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیرا فرمان ذوالجلال ہے۔ بعض نے شراب عشق پینے کے واسطے قلق واضطراب کا پیالہ انتخاب کیا۔ بعض نے شاہد مطلق کی صولت و جلالت کے رعب سے لرزاں و شرمسار ہو کر شراب محبت کا کاسہ خوف میں پینا بجوائے فلا تخشوھم واخشونی مناسب جانا بعض نے لا تقنطو من رحمۃ اللہ کی بشارت سن کر زلال عشق کے جام رجا میں پی لیا۔ بعض نے ساغر درد میں عشق کی شراب کو اس وجہ سے بہتر سمجھا کہ درد کو عشاق پسند کرتے ہیں۔

غرض خم خانہ ازل میں ساقی عہد الست کے روبرو جس نے زلال عشق کو جس صفت کے پیالے میں استعمال کیا وہی اثر عالم امکان میں اس کے طریق کا رفیق صادق ہوا۔

اسی سلسلے میں قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ بندہ کی محبت سے خدا کی محبت مقدم ہے۔ اس لئے بندہ کی محبت کی تعریف یہ ہے کہ ذات حضرت واجب الوجود کے ساتھ قلب کو اشتغال ہو اور چونکہ قلب اور اشتغال قلب سے وہ ذات اقدس پاک منزہ ہے۔ لہٰذا اس کی تعریف یہ ہے کہ بندہ کو جذبہ الٰہی اپنی جناب میں کھینچے اور غیر کی جانب متوجہ ہونے سے باز رکھ سکے۔ پس محبت بندہ فرع ہے محبت خدا کی کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ کو اپنی جانب رجوع کرتا ہے تب بندہ کو خدا کی محبت ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ "معشوق سے بھی سوال کرنا مسلک عشق کے منافی ہے لیکن درانحالیکہ صدمات ہجر اور اندوہ فراق سے مضطر و بے قرار ہو کر اگر کوئی عاشق زار طلب محبوب کے لئے محبوب ہی سے سوال کرے تو اکثر عشاق نے اس کو بھی شرط مباح یا مکروہ تنزیہی گردانا ہے کہ مقصود سوا اس کے اور کچھ نہ ہو کہ معشوق ہم کو مل جائے یا ہم معشوق کے ہو جائیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مدارج عشاق کے لحاظ سے سوال فی المطلوب کے بھی چند مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے سائلین کا طرز استدعا اور طریق سوال جداگانہ ہے۔ چنانچہ بعض عشاق زبان ظاہری اور عبادت معروف میں طلب معشوق میں، معشوق ہی سے خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی سوال کرتے ہیں اور بعض بلند حوصلہ اور رفیع المرتبت عشاق کی عرضداشت برجوع قلب اور زبان مستور سے ہوتی ہے اور بعض عشاق سمجھتے ہیں کہ ہماری حالت ہی صورت سوال ہے اس لئے وہ صادق الیقین منشا، محبوب کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو ہی سوال من المطلوب خیال کرتے ہیں اور ہر حال میں راضی برضائے محبوب رہتے ہیں اور بعض عشاق چاہتے ہیں کہ معشوق ہم کو مل جائے یعنی صفات معشوق کے ہم عارف ہو جائیں اور بعض عاشقان صادق کی یہ استدعا ہوتی ہے کہ ہم معشوق کے ہو جائیں کہ ہماری ہستی شاہد حقیقی کے سامنے نیست و نابود ہو جائے۔ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فنائے اتم کہتے ہیں۔ لیکن سوال کسی عنوان سے کیوں نہ ہو مگر چونکہ سراپائے طلب سے معمور ہوتا ہے اس لئے درحقیقت اس حالت کا ترجمان ہوتا ہے کہ سائل کا بطون خواہشات سے خالی نہیں ہے اس لئے محققین مشرب عشق نے اس مشروط سوال کی بھی اجازت دی ہے ورنہ ہر صورت میں سوال فنائی شان عشق ہے۔ کیونکہ عاشق کامل کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اس کے مرادات ایسے فنا اور معدوم ہو جائیں کہ ہر حال میں خدا سے بھی سوال کرنے کی حاجت نہ ہو بمصداق "**الفقیر لایحتاج الی اللہ ولاالی غیرہ**"

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ اگر غور کرو تو دنیا کا انقلاب زبان حال سے کہتا ہے کہ اس بے ثبات دار فانی کو اپنا گھر نہ بناؤ۔

جب ایک بہت قابل پنڈت صاحب حضور پر نور کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے ان

Scanned with CamScanner

کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ پنڈت جی آپ کو تو اپنے یہاں کے علوم پر بہت عبور ہے۔ یہ تو بتائیے کہ جب پہلاد نے اپنے عالم ذوق میں برہم یعنی معبود حقیقی کا نام رٹنا شروع کیا۔ اس وقت اس کا باپ جس کا نام ہرناکس تھا، نہایت طیش میں آگیا اور اپنے لائق اور ہونہار بیٹے سے (جس کے طرز عمل سے وہ پہلے سے واقف تھا) کہنے لگا کہ خبردار میرے سامنے رام کا نام نہ لینا، ورنہ اس تلوار سے تیرا سر اڑا دوں گا۔ پہلاد نے جب باپ کی یہ بے جا مخالفت سنی تو اس کو بھی جوش آگیا اور اس نے حالت وجد میں اپنے باپ سے کہا کہ مجھ میں رام تجھ میں رام کھرک کھم سب ہیں رام یعنی مجھ میں رام تلوار اور ستون سب میں رام۔ اس خدائے واحد کا جلوہ ظاہر ہے۔ اس کے کہتے ہی ستون پھٹ گیا اور برہم کی صورت شیر کے چولے میں نمودار ہوئی جس نے ہرناکس کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ تو سوال یہ ہے کہ پہلاد نے مجھ تجھ میں کھرک کھم چار چیزوں میں برہم کے جلوہ کا ذکر کیا ہے مگر صورت برہم کی کھم یا ستون سے ظاہر ہوئی اور باقی تینوں چیزوں میں سے ظاہر نہیں ہوئی۔ اس میں ستون کی کیا تخصیص تھی جب کہ وہ سب چیزوں میں موجود تھا۔ پنڈت جی اس معرفت کے سوال سے پریشان ہو گئے۔ منہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ آپ کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔ آخر مجبور ہو کر کہنے لگے۔ حضور میں اس کی حقیقت عرض نہیں کر سکتا۔ آپ ہی فرمائیں۔ میرا ناقص فہم ان مضامین عالی کے ادراک سے قاصر ہے۔ جب پنڈت جی نے اپنے عجز کا اظہار کیا تو مولائے حق شناس نے ارشاد فرمایا "سنو سنو پنڈت جی، پہلاد نے مجھ تجھ کھرک کھم چار چیزوں میں شاہد حقیقی کے جلوے کا اظہار کیا مگر ستون پر آکر رک گیا، جہاں رکا وہیں سے خدا ظاہر ہو گیا۔ انسان جس چیز کو مضبوط پکڑ لے اور اس پر رک جائے وہیں خدا ہے۔ پنڈت صاحب اس ارشاد کو سن کر بیخود ہو گئے اور قدموں پر بے اختیار گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ واقعی میں جیسا سنتا تھا اس سے ہزار حصہ زیادہ حضور کو پایا۔ حضور کی ایک نصیحت نے میری تمام عمر کی اکتساب علم کی حقیقت کھول دی۔ واقعی یہ علم علم ہے اور اس کے سامنے سب ہیچ ہیں۔ بڑی دیر تک پنڈت صاحب اس ارشاد پر وجد کرتے رہے۔ حقیقتاً حضور انور کو اس ارشاد سے پنڈت جی کی تعلیم مد نظر تھی۔

ہر شخص پر پابندی شریعت واتباع سنت لازمی ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے تو قبل

اس کے وہ منفعل ہو، تم معاف کردو۔
باوجود اختیار کے دشمن سے بھی بدلہ نہ لو، کیونکہ وہ فاعل حقیقی ایک ہے تو عوض کس سے اور کون لے گا۔
حضور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ محبوب کبریا کا جمال جہاں آرا کا اگر نظارہ مطلوب ہے تو آپ کی عطرت اطہار کو آئینہ بنا کر دیکھو گے تو ان کی مقدس صورت میں حضرت رسالت کی شکل زیبا کی دید سے مستفیض ہو گے۔
جو شخص سور فلق بکثرت پڑھتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ جو اہتمام کے ساتھ سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے اس کی جسمانی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔
ایک صاحب کو ایک قصیدے کے صلے میں حضور قبلہ عالم نے یہ ہدایت فرمائی "نماز عشاء کے بعد تسبیح فاطمہؓ پڑھا کرو باایمان مرو گے۔"
ایک مرتبہ ریاض خان صاحب وارثی متخلص بہ فروغ شاہجہاں پوری نے ایک مسدس پیش کیا جس کا اختتام طلب محبت پر ہوا تھا۔ سرکار عالم پناہ نے متبسم لبوں سے بکمال شفقت فرمایا "خان صاحب تم نماز کی پابندی کرو۔ کبھی کوئی عذر قوی ہو تو اشارہ سے ادا کرنا، مگر قضا نہ ہو اور ہر نماز کے بعد چار سو اسی مرتبہ اسم ذات پڑھ لیا کرو جس کے اول و آخر درود شریف بھی ہو۔"
سرکار عالم پناہ کا حکم عام ہے کہ درود شریف پڑھا کرو اور کسی سے فرمایا بعد فرائض کے درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔
کسی کو حکم دیا کہ ادب ترتیل کے ساتھ درود شریف ورد کرو۔
آخر شب میں درود شریف کا پڑھنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔
اگر کسی نے عرض کیا کہ کس درود شریف کا ورد کروں تو اس کے لئے آپ نے تصریح بھی کر دی لیکن اکثر آپ نے "اللھم صل علی محمد و علی آل محمد وبارک وسلم" پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔
آپ نے اکثر فرمایا بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

بارگاہ وارثی کے ایک قدیم حلقہ بگوش نے عرض کیا کہ تعلقات زمینداری ہمیشہ پیچیدہ رہتے ہیں کوئی اسم حلال مشکلات تعلیم ہو جس کا ورد کروں۔ آپ نے متبسم لبوں سے فرمایا۔ جب کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا تصور کرلیا کرو اور تصور کا قاعدہ تعلیم فرمایا۔ انہوں نے ہدایت وارثی پر عمل کیا اور ان کو برابر کامیابی ہوئی۔ اور اسی طرح لاتعداد لوگوں کو اس شغل سے کامیابی ہوئی۔ (سعی الحارث)

چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رام دانہ کے مکان پر حضور پرنور قیام پذیر تھے اور مولوی عبد الصمد جو مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے کسی ضرورت سے گئے۔ مولوی صاحب موصوف ایک شخص سے رسول مقبول ﷺ کی بے مثالی میں کلام کرنے لگے۔ اور سورہ شریف لقد جاء کم رسول من انفسکم کا حوالہ دیا۔ جب یہ واقعہ حضور پرنور نے سنا تو مولوی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اس آیت پاک کی قرات یہ بھی ہے لقد جاء کم رسول من انفسکم لہٰذا اگر فا کو بالفتح پڑھے تو اس آیت کے معنی خلاف مقصود آپ کے ہوں گے اور یہی آیت آپ کے دعوئی کے بطلان کے لئے کافی ہوگی۔" (مشکوٰۃ حقانیہ)

نوٹ ترجمہ۔ بھیجا ہم نے تماری طرف رسولوں میں سب سے نفیس رسول یعنی، نفیس ترین۔ "سب سے زیادہ نفیس" یعنی پیغمبروں میں سب سے نفیس، رسولوں میں سب سے افضل ترین رسول کو تمہاری طرف بھیجا۔ یعنی وہ بے مثال ہیں۔
ان کی کسی سے مثال نہیں دی جاسکتی۔

امتناع سجادہ نشینی

"فرمایا آپ نے کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ منزل عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔ اس بنا پر آپ نے ایک تحریر بپاس خاطر حکیم شیر محمد خاں کے لکھ دیا ہے وہ دیکھنے والوں کو ایک اقرار نامہ کی سی عبارت معلوم ہوگی۔

فی الواقع وہ برائے خاص اقرار نامہ ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ فتح پور اور دیوہ شریف کے لوگ جھگڑتے تھے۔ فتح پور کے لوگ جو مستقیم شاہ صاحب کے خاندان سے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ جناب حضور نے مجھے اپنا خلیفہ کیا ہے اور دیوہ شریف کے صاحبان کہتے تھے کہ یہ

Scanned with CamScanner

ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب لوگوں نے حضور انور سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "منزل عشق میں خلافت کیسی" چنانچہ وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

"منکہ سید وارث علی شاہ ولد قربان علی شاہ ساکن دیوہ پرگنہ و تحصیل نواب گنج بارہ بنکی۔
چونکہ ہم نے تم لوگوں کو مہتمم مزار مستقیم شاہ کا مقرر کیا۔ کیونکہ مستقیم شاہ سے اقرار کیا تھا کہ ہمارا اور تمہارا ساتھ دین دونیا میں ہے جو کوئی دیوہ والا اور کچھ کہے تو وہ باطل ہے۔ ہمارے یہاں جو کوئی ہو، چمار ہو، خاکروب ہو، ہم سے محبت کرے وہی ہمارا ہے۔"

المرقوم ۷ نومبر ۱۸۸۹ء

العبد	گواہ شد	گواہ شد
وارث علی شاہ	تراب علی	نور محمد شاہ
بقلم حکیم شیر محمد خاں	ساکن ٹھولی	خادم

راقم ہذا
بخشش علی زمیندار گدیہ

(عین الیقین)

حضور انور نے فرمایا "منزل عشق برتر ہے ذکر و اشغال سے جو کسب ہے اور میں مذہب عشق رکھتا ہوں۔ اس میں سجادہ نشینی نہیں ہے۔ جو شخص بادہ عشق میں سرشار ہے وہ دام محبت میں گرفتار ہے گو وہ خاکروب ہو وہ مجھ سے ہے۔

جناب مشیر حسن صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لا نے بیان کیا کہ آپ کی زبان مبارک سے بارہا میں نے سنا ہے کہ ہمارا مشرب عشق ہے۔ عشق میں کسب نہیں خدا کی دین ہوتی ہے۔ ہمارا کوئی خلیفہ نہیں۔ عشق میں خلافت کسی کے ساتھ مخصوص نہیں جس کے دل میں عشق ہو۔

اس کے علاوہ مختلف اوقات میں ارشادات نسبت انقطاع سجادگی ہوئے ہیں جو سرکار عالم پناہ کی سوانح کی ہر کتاب میں درج ہیں۔

حضور انور کے وصال کے بعد ایک مقدمہ سجادہ نشینی کی بابت چلا جس میں ۱۴ / مارچ ۱۹۱۷ء

Scanned with CamScanner

کو اودھ چیف کورٹ کا یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کا کوئی جانشین یا خلیفہ نہیں ہے۔ اسی مقدمہ میں عدالت عالیہ اودھ چیف کورٹ نے ایک ٹرسٹ قائم کردیا جو "حاجی وارث علی شاہ مسولیم ٹرسٹ" کے نام سے موسوم ہے اور جس کے ذریعہ انتظام آستانہ شریف ہوتا ہے۔"

(سرکار وارث پاک)

"عشق میں سجادگی کہاں۔ نہ ہم کسی کے سجادہ نشین ہیں نہ ہمارا کوئی سجادہ نشین ہو سکتا ہے یہ چادر و ملیدے کے جھگڑے ہیں۔"

(ارمغان وارث)

سرکار وارث پاک کی جتنی سوانح عمریاں میں نے دیکھی ہیں اور جن کی تفصیل اس کتابچہ میں دی ہیں ان سب میں امتناع سجادہ نشینی کے لئے صاف طور پر حضور انور کے ارشادات درج ہیں۔ (مرتب)

ختم شد

Scanned with CamScanner